Presented by: https://jafrilibrary.com

انوار الاصول

خواجہ عابد رضا محسنی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انوار الاصول

مترجم

خواجہ عابد رضا محسنی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علینا اِلقاءُ الاصول و علیکم التّفریع : قال الامام الرضا علیہ السلام

﴿ترجمہ﴾ اصول بیان کرنا ہمارا فریضہ ہے اور فروعی مسائل کا اخذ کرنا تمھارا

انوار الاصول

AL SADIQ
ACCESSION
No. 9418

﴿ترجمہ اردو﴾

المدخل اِلیٰ علم الاصول

دروس فی

مبادی علم الاصول

﴿تالیف﴾

السید محمد کاظم الحکیم مدّ ظلہ العالی

مترجم

احقر خواجہ عابد رضا محسنی

AL SADIQ LIBRARY

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نذر عقیدت

بخدمت سید اولیاء امام الانس والجان ولی العصر والزماں الحجۃ ابن الحسن العسکری
سلام اللہ علیہ وعلیٰ آباۂ الطاہرین عجل اللہ فرجہ الشریف
میرے آقا! میں تیری بارگاہ میں تیرے اور تیرے آباء واجداد علیہم السلام کے بتائے ہوئے فقہ قوانین کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں پیش کر رہا ہوں۔ میرے مولا! مجھے امید ہے کہ میری اس کھوٹی پونجی کو شرف قبول فرمائیں گے۔ فأوف لنا الكيل وتصدق علينا ان الله يجزي المتصدقين ۔۔۔۔۔ احقر خواجہ عابد رضا محسنی

انتساب

ان اساتذہ وعلمائے عظام
اور جدّ بزرگوار مرحوم الحاج خلیفہ سرفراز حسین نوّر اللہ مرقدہ،
کے نام جن کی شفقتوں سے ناچیز اس قابل ہوا۔ احقر خواجہ عابد رضا محسنی

ملنے کا پتہ

مدرسہ دار العلوم الجعفریہ (محلّہ خواجگان) اوچشریف ضلع بہاولپور
مکتبہ ولی العصر حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر لاہور ○ جامعہ مخزن العلوم الجعفریہ (شیعہ میانی) ملتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	انوار الاصول (ترجمہ اردو) المدخل الیٰ علم الاصول
مترجم	خواجہ عابد رضا محسنی
نظر ثانی	حجۃ الاسلام والمسلمین جناب علامہ سید محمد تقی النقوی
کمپوزنگ	شیخ محمد طارق (سکائی نیٹ کمپوزنگ سنٹر اوچشریف)
پریس	معراج محمد (اردو بازار لاہور)
طباعت	رجب المرجب (۱۴۲۲ھ)
تعداد	ایک ہزار

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صلّ علیٰ محمد و آل محمدؐ

اللھم کن لولیک

حجتہ ابن حسن عسکری علیھما السلام صلو تک علیہ

و علیٰ اٰبائه فی ھذہ الساعة و فی کلّ الساعة ولیاً و حافظاً و قائداً

و ناصراً و دلیلاً و عیناً حتی تسکینه ارضک طوعاً

و تمتعه طویلا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

فہرست

نمبر شمار | صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	تقاریظ	
2	درس (1) علم اصول الفقہ کی ضرورت کیوں ہے؟۔علم الفقہ کی ضرورت کیوں ہے؟	14
3	درس (2) علم الفقہ کی ضرورت کیوں ہے؟۔۔علم الفقہ کی ابتداء کیسے ہوئی؟	18
4	درس (3) علم الفقہ کے مسائل کیا ہیں؟	23
5	درس (4) علم اصول کی ضرورت کیوں ہوئی؟۔علم اصول نے کیسے فروغ پایا؟	26
6	درس (5) علم اصول کا موضوع وغرض وغایت کیا ہے؟	28
7	درس (6) اَدِلّۃ شرعیہ کیا ہیں؟ اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟	31
8	درس (7) علم اصول میں مباحث لفظیہ کیا ہیں؟ (۱)	33
9	درس (8) علم اصول میں مباحث لفظیہ کیا ہیں؟ (۲)	47
10	درس (9) مباحث لفظیہ علم اصول میں کون سے ہیں؟ (۳)	40
11	درس (10) علم اصول میں مباحث لفظیہ کون سے ہیں؟ (۴)	44
12	درس (11) علم اصول میں مباحث لفظیہ کون سے ہیں؟ (۵)	47
13	درس (12) سیرۃ عقلائیہ اور فعل وتقریر معصوم علیہ السلام	50
14	درس (13) کیسے ممکن ہے کہ ثابت کریں کہ یہ کلام یا موقف شارع مقدس کی جانب سے ہے؟	53
15	درس (14) کیسے ممکن ہے کہ ثابت کریں کہ یہ شارع مقدس کا کلام وموقف ہے؟ (سیرۃ متشرعہ وعقلائیہ، خبر حسی وخبر حدسی)	55
16	درس (15) حکم شرعی کے استنباط میں عقل کا کیا کردار ہے؟ (ادلۃ عقلیہ کون سی ہیں؟)	57
17	درس (16) عقلی دلائل کون سے ہیں؟	59
18	درس (17) قطع کا مباحث علم اصول میں کیا عمل دخل ہے؟	61
19	درس (18) تعارض ادلۃ، براءۃ شرعیہ، استصحاب	64
20	درس (19) جب ادلۃ شرعیہ تعارض کریں تو اس وقت وظیفہ کیا ہے؟	66
21	درس (20) ہم مسائل علم اصول کو ابواب کی صورت میں کیسے تقسیم کر سکتے ہیں؟	68

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿تقریظ﴾

محترم الاستاد المعظم حضرت آیۃ اللہ حافظ سید ریاض حسین النجفی مدظلہ العالی

علم اصول کو جس قدر علماء امامیہ نے عروج تک پہنچایا ہے۔ دوسرے مذاہب اس کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ درجہ اجتہاد پر فائز ہونے کیلئے اس علم میں کما حقہ مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔ انقلاب اسلامی ایران کے بعد مذہبی کتب کے مطالعہ کا شوق بڑھ گیا ہے۔ ضرورت تھی کہ علمی اور درسی کتب کا ترجمہ کیا جائے۔ تاکہ نوجوان نسل اس سے استفادہ کرے۔ علماء کو ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ طلاب علوم دینیہ کو علم اصول میں زیادہ کام کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ کیونکہ یہ علم فقہ کا مقدمہ ہے۔ جو فقہ، حلال و حرام محمدی کا سرچشمہ ہے۔ علم اصول فقہ جیسے عظیم علم کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کی طرف عزیز القدر العالم الکامل حجۃ الاسلام جناب مولانا خواجہ عابد رضا محسنی صاحب سلمۂ الرحمٰن نے قدم اٹھایا اور مبادی الاصول مؤلفہ جناب حجۃ الاسلام آقای محمد کاظم حکیم مدظلہ العالی کا اردو ترجمہ بنام انوار الاصول کر کے طلاب علوم دینیہ کیلئے اس علم کو سمجھنے کیلئے آسانیاں پیدا کی ہیں۔ اس مختصر مگر جامع کتاب میں تمام ابحاث علم اصول کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کا امتیاز یہ ہے کہ ان تمام قوانین علم اصول کا استنباط قرآن مجید کی آیات اور احادیث پیغمبر گرامیؐ سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مترجم موصوف کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے اور طلاب علوم دینیہ کو اس کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حافظ سید ریاض حسین نجفی

پرنسپل حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر لاہور

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿تقریظ﴾

محترم الاستاد المعظم جناب حجۃ الاسلام والمسلمین موسیٰ بیگ النجفی مدظلہ العالی

الحمدللہ ربّ العالمین و الصلاۃ و السلام علی خیر خلقہ محمدٍ و آلہ الطاھرین

اما بعد: جناب علامہ سید محمد کاظم دامت توفیقاتہ نے سید باقر الصدر الشہید اعلی اللہ مقامہ کے حلقات کا خلاصہ بیان کر کے اس کا نام مبادی الاصول رکھا ہے۔ اس مبادی الاصول کی اہمیت کے پیش نظر حجۃ الاسلام آقای خواجہ عابد رضا محسنی نے دروس کی صورت میں بیان کر کے اردو دان طلباء کیلئے علم اصول کے مطالب کو آسان کر دیا۔ موصوف کی پوری کوشش ہے کہ اس علم کو اردو زبان میں مکمل ایک کورس کی صورت میں پیش کریں۔ باری تعالی سے میری دعا ہے کہ اللہ تعالی خواجہ صاحب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ میں نے مبادی الاصول کے چند صفحات کا مطالعہ کیا اردو دان طلباء کیلئے نہایت ہی مفید ہے۔ وہ ان دروس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ علم اصول کی اہمیت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ہے۔ یہی وہ علم ہے کہ جسکے ذریعے احکام کو استنباط کیا جاتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی موصوف کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

دعا گو

موسیٰ بیگ النجفی

فارغ التحصیل جامعۃ النجف عراق

مورخہ 16 اگست 2001 بمطابق

۲۵ جمادی الاولی ۱۴۲۲ء

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تقریظ

الاستاد المعظم حجۃ الاسلام والمسلمین جناب مولانا سید محمد تقی النقوی البخاری مدظلہ العالی

علم اصول الفقہ جس کی ضرورت فقہ اور مسائل شرعیہ سے آگاہی کیلئے بہت ضروری ہے اور فقیہہ و مجتہد بننے کیلئے تو اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اس پر اس وقت تک جس قدر کتب علماء نے تالیف فرمائی ہیں ان میں سے کوئی مبتدی طالبعلم کیلئے اس کی سطح ذہنی کو سامنے رکھ کر مشاہد نہیں لکھی گئی یا ہم اس سے آگاہ نہیں۔ معالم الاصول یا اصول الفقہ (المظفرؒ) جیسی کتابوں سے ہی اس علم کا آغاز کرنا یقیناً ایک مشکل عمل ہے اور ابتدائی علم کی سطح سے مناسب نہیں تھا۔ بناء بر این لازم تھا کہ اس مناسبت کے مدنظر ایک مختصر کتاب جو تمام ابواب علم الاصول کو جامع ہو اور ابتدائی معلومات کو حاوی ہو اس کی شدید ضرورت محسوس ہوتی رہتی تھی۔ چنانچہ عزیز محترم حجۃ الاسلام مولانا خواجہ عابد رضا محسنی دامت برکاتہ سے ان کے وطن اوچشریف میں ایک ملاقات ہوئی۔ تو انھوں نے بتایا کہ خانوادہ فقاہت وشہادت خاندان حکیمؒ کے ایک چشم و چراغ حجۃ الاسلام محمد کاظم الحکیم مدظلہ العالی نے اس مقصد کیلئے ایک ابتدائی کتاب (المدخل فی علم الاصول) کے نام سے لکھی ہوئی ہے۔ جو ابتدائی طالب علم اصول کیلئے یقیناً مفید ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے اور بندہ حقیر سے خواہش کی کہ اس پر نظر ثانی کروں اور مناسب اصلاح بھی کردوں۔ چنانچہ حقیر نے باوجود اپنی علمی اور قومی مشاغل کی کثرت سے اس مسودہ کو دیکھا اور نظر ثانی اور اصلاح کرنے کی اپنی سی کوشش انجام دے دی ہے اب امید ہے کہ یہ مختصر اور جامع کتاب ہمارے ان طلبہ کیلئے یقیناً مفید اور معاون ثابت ہوگی جو علم اصول الفقہ کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مولانا محسنی صاحب موصوف اور ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ طلاب کرام کو صحیح استفادہ کی توفیق بخشے۔ تمام علماء وطلاب کرام کو علم وعمل میں ترقی عطا کرے۔ اور دور حاضر کی مشکلات سے عہدہ براء ہونے کی توفیق بخشے۔ رب العالمین تمام حوزہ جات، مدارس علمیہ اور مراکز دینیہ کو استحکام بخشے اور دشمنان حق کے مقابل میں سیسہ پلائی دیوار بنائے۔ حضرت ولی العصر ارواحنا فداہ علیہ السلام اور آپ کے معصوم اجداد کی نظر شفقت پر خدمت گزار کو شامل رہے۔ اور مصائب اور بلایا سے محفوظ رہیں۔

آمین بحق المعصومین علیہم السلام

الاحقر السید محمد تقی النقوی البخاری مدیر جامعہ مخزن العلوم الجعفریہ

ملتان شیعہ میانی (پاکستان) ۱۰ جمادی الاخری ۱۴۲۲ھ

30/08/2001

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿عرض مترجم﴾

اس بات میں کوئی کلام نہیں "کہ اصول فقہ" علم فقہ میں استدلال کا راستہ ہے۔ اردو زبان میں اس علم میں بہت ہی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر کام ہوا ہے۔ اگر چہ برادر محترم حجۃ الاسلام مولانا ساجد علی سبحانی دام عزہ نے (مبادی الاصول آقای عبدالہادی الفضلی) کا ترجمہ (حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر میں تحصیل کے دوران) کر کے اس علم کی طرف مدرسین عظام وطلاب کرام کی توجہ مبذول فرمائی۔ خداوند متعال ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ انشاءاللہ! بندہ حقیر اس سعی میں ہے۔ کہ علم اصول کے قواعد کا خلاصہ اردو زبان میں مکمل کورس کے ساتھ پیش خدمت کروں۔ خداوند متعال سے ائمہ معصومین علیہم السلام کے صدقہ میں دست بادعا ہوں کہ مجھے اس کام کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بندہ حقیر ایک روز (پارساز قدس) قم المقدسہ میں کتابوں کی مارکیٹ میں (بنی زہرا) کتاب فروشی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ دو نوجوان داخل ہوتے ہی ایک کتاب کو میز پر رکھ کر کہنے لگے۔ کہ اس کو فروخت کرنا ہے۔ صاحب دوکان میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے (کہ در با خوراست یا نہ) میں نے کتاب اٹھائی۔ پہلی نظر میں دل کو بھاگئی۔ اور پوری فہرست جب دیکھی تو اور بھی دل خوش ہوا۔ جب مولف کے نام پر نگاہ پڑی۔ تو خاندان فقاہت وشہادت آل الحکیمؒ کے ایک چشم و چراغ سے منسوب تھی۔ جب صفحات پر نگاہ دوڑائی تو (حلقات الشہید الصدرؒ) کا خلاصہ نظر آیا۔ دل میں خیال آیا کہ اپنے مقصد کی ابتداء ان محسنین الدین سے کیوں نا! کی جائے۔ تو اس مقصد کو سامنے رکھ کر محسن ملت استاد مکرم مرحوم قبلہ علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ کے داماد محترم حجۃ الاسلام سید نجم الحسن نقوی دام عزہ جو تالیف وترجمہ میں کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ ان سے دل کا حال بیان کیا۔ انہوں نے تشویق کرنے کے علاوہ ترجمہ میں مدد کرنے اور ہمراہی کرنے کا وعدہ تک نہیں بلکہ عملاً اس صدقہ جاریہ میں کافی مدد فرمائی۔ خداوند متعال ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ الکودن دوگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔

جب اس کا ترجمہ مکمل ہو گیا تو حوزہ علمیہ قم المقدسہ سے تعطیلات کے سبب جب اپنے وطن اوچشریف گیا تو قبلہ علامہ سید محمد تقی نقوی مدظلہ العالی سے وہاں ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ تو ترجمہ شدہ مسودہ عرض خدمت کیا۔ تو انہوں نے حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ نظر ثانی کیلئے میری گزارش کو قبول فرمایا اور اپنا قیمتی وقت صرف کر کے میری مدد فرمائی۔

اسی دوران قبلہ علامہ سید افتخار حسین نقوی مدظلہ بھی تشریف لائے انہوں نے فرمایا کہ اس کو (مبادی عربیہ) کی طرح سوالات و جوابات کی صورت میں مرتب کیا جائے۔ تاکہ طلاب کرام کیلئے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر سوالات کو ترتیب فرمایا ہے۔ انشاءاللہ بندہ حقیر ان کے جوابات کو مرتب کر کے کتاب میں اضافہ کرنے کی کوشش کروں گا۔

خداوند قدوس سے دست بادعاء ہوں کہ ان دونوں بزرگوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور امام العصر عجل اللہ فرجہ الشریف کا سایہ ان پر قائم رہے۔ آمین یارب العالمین

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿درس۔1﴾

☆علم اصول الفقہ کی ضرورت کیوں ہے؟

☆علم الفقہ کی ضرورت کیوں ہے؟

لفظ 'الفقہ' سے ظاہر ہے کہ علم اصول اور علم الفقہ کا بہت گہرا اور مضبوط ارتباط ہے اور ضروری ہے کہ یہ تحقیق کریں کہ اس علم کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ جب کوئی عقل مند انسان اپنی شرافت مندانہ زندگی اور حقیقی سعادت والی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔تو پہلے قدم پر سوچتا ہے کہ اجتماعی ماحول میں جو زندگانی کے راستے رائج ہیں۔ ان میں اسے میری انفرادی زندگی کیلئے بہترین راستہ کونسا ہے۔تا کہ اس پر چل کر سعادتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکوں لیکن حقیقت میں انسان کا مختلف راستوں میں سے بہترین راہ کو اختیار کرنا،ان کے اہداف کو مدنظر رکھے بغیر ممکن نہیں ہے۔مثلاً جب کوئی انسان سفر کی تیاری کرتا ہے تو سفر کے مقاصد اور نوعیت کو مدنظر رکھے بغیر وسائل کا بندوبست کرنا بے معنی ہوگا۔مثلاً قریب کے سفر کے لئے بائیکل 'اور دور کے سفر کیلئے کار کا انتخاب کیا جاتا ہے ۔اور کوئی شخص سفر کیلئے کار کا استعمال کرے اور دوسرا بائیکل کا تو جب تک دونوں کی منزل ایک نہ ہو تو اس ایک کے انتخاب کو دوسرے پر فضیلت نہیں دی جاسکتی۔اسی طرح سعادت مند زندگی کے حصول کے لئے بھی ہدف کو معین کئے بغیر،راستے کا انتخاب کرنا صحیح نہ ہوگا۔ہدف کے حصول کے لئے درست طریقہ یہ ہے کہ ہم دوسروں کی آراء سے استفادہ کریں ۔اور جو سب سے اچھی رائے ہو اس کا انتخاب کریں ۔چونکہ تمام اہداف تک پہنچنا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ بعض اہداف کا حصول مشکل ہو جاتا ہے اس لئے ہمیں ایسے اھداف کو معین کرنا ہوگا۔جن تک پہنچنا ممکن ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور یہ مسئلہ حالات کی طرف لوٹتا ہے۔ جو ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ پس ہم جس راستے کا انتخاب کریں تو ضروری ہے۔ کہ وہ ہماری قدرت واختیار کے اندر ہو۔

اولین وجود جس کے متعلق غور کرنا ہماری قدرت واختیار میں ہے۔ وہ ذات واجب الوجود ہے۔ جس پر عقل دلالت کرتی ہے۔ اور فطرت گواہی دیتی ہے۔ اسکے بارے میں ہم انبیاء علیہم السلام کی طرف رجوع کریں گے۔ جنہوں نے ذات باری تعالی کا تعارف کروایا۔ اور بہت جلد سمجھ لیں گے۔ کہ اللہ تعالی نے ہمارے ہدف اور ہماری زندگی کے راستے کو معین فرمادیا ہے۔ اور وہ یہ راستہ ہے کہ اگر ہم نے اپنی زندگی کے ہدف کے حصول کے لئے اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کیا۔ تو ہم نے سعادت کی راہ اختیار کی اور اگر ہم نے اللہ سبحانہ کی نافرمانی کی طرف گئے۔ تو اس کا نتیجہ ذلت وبدبختی کے علاوہ کچھ نہیں۔ پس ہمارا ہدف اللہ سبحانہُ کی رضا کے حصول میں منحصر ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ درجات مختلف ہونے کے باوجود ' لازم ہے کہ ہمارا ہدف رضا الٰہی کا حصول ہے۔ اور ہم اسی طریق حیات کو اختیار کریں جو ان احکام وحدود پر مشتمل ہو جو اللہ تعالی نے انسانی زندگی کو منظم کرنے کے لئے وضع فرمائے ہیں۔ (۱)

....

(۱) امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں (ان العباد ثلاثة

قوم عبدوا الله عزوجل خوفاً فتلک عبادة العبید وقوم عبدوا الله تبارک وتعالیٰ

طلباً للثواب فتلک عبادة الأُجراء وقوم عبدوا الله عزوجل حباً فتلک عبادات الاَحرار

و ھی افضل العبادات (حدیث 5 اصول الکافی۔ کتاب الایمان والکفر)

﴿ترجمہ﴾ بندگان خدا کی تین قسمیں ہیں:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اسی وجہ سے انسانی حیات کو نظم دینے کیلئے اہم ترین چیز ان امور کی معرفت ہے۔ جس پر اللہ تعالی راضی ہوتا ہے اور اسی طرح ان امور کی معرفت حاصل کرنا ہے جن پر خداوند قدوس ناراض ہوتا ہے۔ اس معرفت کا تعلق علم فقہ سے مربوط ہے۔

﴿خلاصة﴾

زندگی کے راستے کے درجات متعدد ہونے کے باوجود اس کے ہدف تک پہنچنے کے لئے راستہ ایک ہی ہے۔ وہ اللہ کی اطاعت کرنا اور اس کی نافرمانی سے دور رہنا ہے یعنی ان احکام شرعیہ پر عمل کرنا ہے جو علم فقہ سے مربوط ہیں

﴿سوالات﴾

(1) اپنی انفرادی زندگی میں ہم کس راہ کا انتخاب کس طرح کریں؟

(2) اہداف اور اس تک پہنچنے والے راستوں میں کیا ارتباط پایا جاتا ہے؟

(3) انسانی حیات کے لئے راہ عمل کیا ہے؟

....

☆(۱) وہ لوگ جو اللہ تعالی کی عبادت اس کے خوف کی وجہ سے کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے۔

۲) وہ لوگ جو اللہ تعالی کی عبادت اس سے ثواب لینے کیلئے کرتے ہیں۔ یہ مزدوروں کی عبادت ہے۔

۳) وہ لوگ جو اللہ کی حدود سے تجاوز نہیں کرتے اور حدود کے اندر رہ کر اپنا ہدف حاصل کرتے ہیں اور عذاب خداوندی سے محفوظ رہتے ہیں جبکہ مشہور ہے کہ اگر حدود الہی کو توڑ کر ہدف حاصل کیا جائے تو اس سے آخرت کی سعادت

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نہیں ہوسکتی اگر چہ دنیا کی سعادت حاصل ہو بھی جائے۔

(2) یہ تو مسلم بات ہے۔ کہ اللہ سبحانہ اپنے بندوں کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے۔ پس حکمت الٰہی کا تقاضا 'بس انسان کے ہدف کیلئے ہوتا ہے کہ اس کو فائدہ حاصل ہو۔ اور یہ ہدف اللہ تعالی کی لامحدود قدرت کی عین مطابق ہے۔ جبکہ اس سے اعلی ہدف متصور نہیں ہوسکتا۔

حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے کہ

(عبدی أطعنی تکن مثلی أقول للشی کن فیکون،تقول للشی کن فیکون)

﴿ترجمہ﴾ اے میرے بندے میری اطاعت کر۔ تو میری طرح ہو جائے گا یعنی جیسے میں کہتا ہوں (کن) ہو جا' تو وہ شئ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تو بھی کہے گا (کن) تو وہ ہو جائے گی۔

اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کو کیسی قدرت دی ہے۔ حالانکہ یہ وہی انسان ہے کہ جس کو عدم سے وجود بخشا، اور اس کو ایک نطفہ سے خلق کیا۔ لیکن وہ اللہ کا تقرب حاصل کر کے' اس بلندی کو پا سکتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

پس انسانوں میں سے دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اللہ کی عبادت اس ہدف کے حصول کے شوق وطمع میں کرتے ہیں ۔البتہ یہ لوگ پہلی قسم سے زیادہ با فضیلت ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کو روایت میں اجیر (مزدور) کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ زندگی کے اعلی ہدف کے حصول کیلئے عبادت کرتے ہیں۔

(3) تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو خوف ولالچ اور حب الذات اور ہدف کی قید سے بالاتر ہیں۔ انہوں نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی اور اس سے محبت کی راہ کو پہچان لیا۔ اور جان گئے کہ اگر اللہ سبحانہ کا عدل اور حکمت نہ ہوتے تو اس کو حق تھا کہ بغیر نافرمانی کے عذاب دے۔ اور اطاعت پر ثواب عطا نہ کرے۔ پس

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴾درس ۲﴿

☆علم الفقہ کی ضرورت کیوں ہے؟

☆علم الفقہ کی ابتداء کیسے ہوئی؟

☆علم الفقہ کیا ہے؟

جب ہم نے اپنی انفرادی زندگی کا راستہ اختیار کرنے کا طریقہ مشخص و منظم کر لیا۔ تو اب ضروری ہے کہ ان امور کی معرفت حاصل کریں۔ جن سے رضائے الٰہی کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور جو اس کے غضب کا باعث بنتے ہیں۔ تو اس مرحلے میں یہ سوال پیش آتا ہے کہ اس معرفت کا حصول کا راستہ کون سا ہے؟ جب ہم دین کے اساسی و بنیادی منابع و ماخذ دین الٰہی یعنی (کتاب وسنت) میں نظر ڈالتے ہیں۔ تو دیکھتے ہیں کہ دونوں اس معرفت کیلئے کافی ہیں۔ اور کتاب وسنت کی تعلیمات ہی سے حدود الٰہی کا **تعیّن** کرتے ہیں۔ جن کی مراعات سے زندگی کے اس راستے کو نظم دیا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود ایک اور اہم نکتہ یہ بھی ہے کیا یہی حدود

☆1: بندوں پر اس کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی معصیت و نافرمانی نہ کی جائے۔ اور اس کیلئے برابر ہے کہ وہ عذاب دے یا ثواب عطا کرے۔ اس مفہوم کی طرف مولاً کائنات امیر المومنین علیہ السلام ایک روایت میں اشارہ فرماتے ہیں۔

آپ نے اس روایت کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا۔ کہ تینوں قسم کے افراد کا ہدف مشترک ہے۔ اور وہ اللہ سبحانہ کی رضا کا حصول ہے۔ اس طرح ان سب کا طریق حیات بھی ایک ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی معصیت سے اجتناب ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

الٰہی انسانی زندگی کے تمام معاملات کو شامل ہیں یا نہیں؟ بلکہ یوں کہا جائے کہ کیا ہمارے تمام اہداف و اسلوب کو یہ حدود الٰہی شامل ہیں یا نہیں؟ بلکہ تمام اہداف و اسالیب میں ہماری ذاتی پسند کیلئے دروازے کھلے ہیں اور ہمیں اپنی مرضی کی عام اجازت ہے؟ تو اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بکثرت احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ یہ حدود وقوانین زندگی کے تمام تر حالات ومعاملات کو شامل ہیں۔ اسی بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔

ما من شيءٍ الا وفيه كتاب او سنة

﴿ترجمہ﴾ کوئی شئی ایسی نہیں جس کے بارے میں قرآن وسنت میں حکم نہ ہو۔

اس سے ہمارے لئے بات روشن وواضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام تر معاملات کے لئے قوانین وضع فرمائے ہیں۔ جو مفاسد ومصالح کی بنیاد پر ہیں۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال الله تعالیٰ: شرع لکم من الدين ما وصى به نوحاً۔ الشوریٰ/13

ترجمہ: خدا نے تمہارے لئے اس دین میں اسی کو شریعت قرار دیا۔ جس کی حضرت نوحؑ کو وصیت فرمائی تھی اور اسی طرح ارشاد خداوندی ہے۔ **قال الله تعالیٰ ان الدين عندالله الاسلام/ آل عمران/19**

پس دین ہی ہماری زندگی کا بہترین راستہ ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم دین کو سیکھیں اور شریعت مقدسہ کی کامل اور گہری تعلیم حاصل کریں۔ تاکہ ہم اس کامل ترین راستے کو پاسکیں جس میں ہماری مطلوبہ سعادت موجود ہے۔ اور اس ہدف کو حاصل کرسکیں۔ جو ہماری غرض خلقت ہے اس کے علاوہ اور راستہ نہیں ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جس طرح ارشاد رب العزت ہے۔ (ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ) آل عمران:/85

ترجمہ : جس کسی نے بھی اسلام کے علاوہ (کسی راستے کا) انتخاب کیا تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دین و شریعت کا علم پہلے دور میں احادیث کے متن پر قائم تھا۔ اسلیئے اس وقت سب سے بنیادی کام یہ تھا۔ کہ احادیث کو جمع کیا جائے۔ اور ان کو حفظ کیا جائے (المعالم الجدیدہ/ص 46) خصوصاً رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم وائمہ علیہم السلام کا دور ایسا تھا۔ کہ اس زمانے میں احکام شریعت کو حاصل کرنا آسان تھا۔ کوئی رکاوٹ نہ تھی اس لئے معصوم سے رجوع کرنا بالمشافہ ممکن تھا جو خود شریعت کا سرچشمہ تھے پس دین کی گہری شناخت کا حکم جو قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

وما کان المومنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منھم طائفه لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم إذا رجعوا إلیھم لعلھم یحذرون (التوبہ: 122/)(۱)

اس دور میں اس آیت پر عمل کرنا اس طرح ہوتا تھا کہ احکام شریعت کے حصول کے لیے معصومؑ کی طرف رجوع کریں۔ اور ان احکام کو اصول و فروع کے ساتھ حاصل کریں۔ پس رسالت مآبؐ کے زمانے کے بعد آہستہ آہستہ نئے حالات و مسائل رونما ہوتے گئے۔ جن کی وجہ سے شریعت مقدسہ کی نصوص میں بہت زیادہ غور و فکر کی ضرورت لاحق ہوتی گئی۔ بہت طویل زمانہ گزرنے کی وجہ سے تدریجی طور پر ان نصوص میں بہت زیادہ وضاحت نہیں رہی۔ جبکہ معاشرتی حالات کی وجہ سے ان نصوص میں بہت ساری جعلی احادیث بھی داخل کردی گئیں ہیں۔ ادھر بعض سیاسی سختیوں کی بنا پر ائمہ علیہم السلام نے (تقیہ) اختیار فرمایا۔

---

(۱) ترجمہ۔ مومنین کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ سارے ہی گھر سے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت گھر سے نکلے تاکہ وہ دین میں کامل سوجھ بوجھ حاصل کرے۔ اور جب اپنی قوم کے ہاں واپس آئیں تو

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور اسی طرح نقل در نقل بہت ساری روایات کے الفاظ و معنی میں تحریف کی گئی ۔ علاوہ ازیں بہت سارے عوامل واسباب بھی ہیں جن کی بنا پر ہمیں شریعت کے اصلی منابع کی طرف رجوع کرنے کی سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ اور اس میدان میں گہرے غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اور ایک اہم ترین عامل اس کا یہ ہے کہ ہمارے ہاں بہت سی روایات ہیں جن میں معصومینؑ نے فرمایا ہے کہ ان شرعی مصادر وماٰ خذ میں تحقیق وتدقیق کرنا لازم ہے اور یہ کہ ائمہ علیہم السلام کے ذمہ اصول (قوانین کلی) کو بیان فرمایا ہے جبکہ ہماری ذمہ داری ان سے فروعات کو اخذ کرنا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم شریعت کے منابع و ماخذ کی تحقیق کریں اور شارع کی طرف انکی سند یا نسبت کے صحیح ہونے کی چھان بین کریں ۔ یہیں سے علم الحدیث اور علم الرجال کی ابتداء ہوئی ۔ اس کام کی دوسری جہت یہ ہے کہ ہم ان مصادر کے معانی ومفاہیم اور دلالت کی بھی چھان بین کریں ۔ تا کہ اس سے صحیح حدود وقوانین کا استنباط کرسکیں جو ہماری زندگی کی راہ کو نظم بخشیں ۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے علم الفقہ کی ابتداء ہوئی ۔ پس فقہ سیکھنے کیلئے آنحضرتؐ کے زمانے کے بعد بہت ہی زیادہ وسعت وعمومیت پیدا ہوگئی اب صرف کتاب وسنت جو شریعت کے منابع ہیں ان کا مطالعہ کرنا اور اس سے حدود اور قوانین کی معرفت حاصل کرنا' کافی نہیں ۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ماخذ ومنابع شریعت پر خوب گہری تحقیق کی جائے ۔ اور ان حدود وقوانین کی تشریح کے لئے اجتہاد کیا جائے ۔ تا کہ فروعات کو حاصل کیا جائے ۔ اور دیگر نظریات کی ردوقدح کی جائے ۔ پس اجتہاد کے اصطلاح یہیں سے پیدا ہوئی ۔ اور محققین کے سامنے اجتہاد کا مفہوم روشن ہوا ۔ (المعالم الجدیدہ : 46/)

---

(۱) انہیں (احکام خدا کی تبلیغ کریں) اور نافرمانی خداوندی سے ڈرائیں تا کہ وہ ڈریں ۔ (اور ان احکام کی پابندی کریں)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿خلاصہ﴾

☆ التشریع: ۔شارع مقدس (اللہ تعالی) کی جانب سے مصالح ومفاسد کی بنیاد پر حدود وقوانین کا وضع کرنا ۔اور ان حدود الٰہی کو اللہ کی کتاب قرآن کریم اور پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ الھدیٰ علیہم السلام کی سنت (احادیث) میں بیان کرنا۔

☆ دین وشریعت الٰہی ایسے قوانین ہیں جن کو شارع نے وضع کیا ہے۔ تا کہ حیات بشری کو منظم کیا جا سکے اور لوگ اسی راستے پر چلتے ہوئے دین وآخرت کی سعادت کو پا سکیں۔

☆ شریعت پر عمل کرنے سے پہلے اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ تا کہ وہ شبہات جو عملی میدان میں پیش آتے ہیں ان کو دلیل کے ذریعے دور کر سکے۔ اسی کا نام علم الفقہ ہے۔

☆ (الاجتہاد) یعنی شریعت کے منابع میں تحقیق کرنا اور جدوجہد کرنا تا کہ ان سے شرعی فروع واحکام کو استنباط کیا جائے۔

﴿سوالات﴾

1: ہم کیسے پہچانیں کہ اللہ کس چیز پر راضی اور کس چیز پر ناراض ہے۔؟

2: کیا شرعی حدود وقوانین زندگی کے تمام تر امور کو شامل ہیں یا نہیں۔؟

3: علم الفقہ کی ابتداء کی ضرورت کیوں پیش آئی۔؟

4: علم الفقہ کی ترویج کیسے ہوئی۔؟

5: شریعت کیا ہے۔؟

6: ''تفقہ'' کسے کہتے ہیں۔؟

7: اجتہاد کسے کہتے ہیں۔؟

☆☆☆☆☆

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿ درس ۳ ﴾

☆علم الفقہ کے مسائل کیا ہیں؟

سابقہ دروس کی روشنی میں ہم نے یہ جان لیا کہ تدوین علم الفقہ کا مقصد دلائل کے ذریعے شرعی حدود کی معرفت کا حصول ہے۔ اور اسی طرح ان تمام حدود کو منکشف کرنا ہے۔ جو انسانی حیات کی راہ کو منظم کرتی ہیں اب ہم ان قضایا و مسائل کی معرفت حاصل کریں گے جن کا نتیجہ علم الفقہ ہے۔ پس اس عمل کے لیے فقیہ، اس راستے کا انتخاب کرتا ہے تاکہ ان قضایا یا مسائل کا استخراج کیا جا سکے تو اس عمل کو استنباط کہتے ہیں۔ پس اس طرح استنباط شدہ قضایا کو احکام شرعی کہا جاتا ہے۔ پس جب فقیہ کسی بھی شرعی مأخذ سے یہ استنباط کرے گا کہ اجنبی خاتون پر نظر کرنا حرام ہے تو یہ شرعی حکم ہے۔ یا مثلاً ایک دلیل شرعی دلالت کرتی ہے کہ شوہر کو اپنی زوجہ کی زندگی کا خرچ دینا واجب ہے تو یہ بھی حکم شرعی ہے۔ لیکن احکام شرعیہ فقط ہمارے افعال و اسلوب تک محدود نہیں۔ اصطلاحاً دوسرے الفاظ میں ان احکام کا موضوع فقط وہ افعال نہیں جو ہم انجام دیتے ہیں۔ بلکہ وہ تمام تر امور ان میں شامل ہیں جن کا تعلق کسی طرح سے بھی انسانی راہ و روش کے ساتھ ہے۔ گویا وہ امور بھی شامل ہیں جو بالواسطہ انسان سے مربوط ہوتے ہیں۔ پس ایسے احکام بھی ہیں۔ انسان پر ایسی شئی کو حلال کر دیتے ہیں جو پہلے حرام تھی۔ یا اس کے برعکس جو پہلے حلال تھی۔ اس کو حرام کر دیتے ہیں۔ مثلاً فقیہ شرعی منابع میں سے یہ حکم شرعی استنباط کرتا ہے۔ کہ ایسی اجنبی خاتون پر نگاہ کرنا جائز ہے جس سے ازدواج کا قصد ہو۔ اسی طرح یہ حکم کہ شوہر پر بیوی کا نان و نفقہ واجب نہیں۔ جب اس کو طلاق دے دے۔ اس قسم کے احکام شریعت میں بکثرت موجود ہیں۔ اور قسم کے حکم شرعی کو اصطلاح میں (حکم وضعی) کہا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں وہ (حکم تکلیفی) کہلاتا ہے۔ جو انسان کے افعال سے براہ راست مربوط ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حکم تکلیفی بعض اوقات ایک ایسے امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عمل غضب الٰہی کا باعث ہے اور اس لئے کہ اس

کو ترک کرنا ضروری ہے اس کو 'حرام' کہا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ حکم تکلیفی دلالت کرتا ہے کہ

یہ عمل اللہ تعالٰی کی رضا و خوشنودی کا باعث ہے۔ یعنی اللہ کا ارادہ اس عمل سے اس حد تک متعلق ہے کہ اس کا

بجالانا ضروری ہے۔ پس اس کو (واجب) کہتے ہیں کبھی یہ حکم ایسے عمل پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کہ اس میں اللہ

تعالٰی کی ناراضگی ہے۔ لیکن حرمت کے درجے تک نہیں بلکہ انسان کیلئے اجازت ہے اگر وہ اسے انجام دے

دے پس اس عمل کو (مکروہ) کہا جاتا ہے۔

بعض اوقات عمل رضا الٰہی کا سبب ہوتا ہے لیکن وجوب کی حد تک نہیں بلکہ اس کا انجام دینا انسان کے لیے

بہتر ہوتا ہے پس اس کو (مستحب) کہا جاتا ہے۔

بعض اوقات کسی عمل کا انجام دینا اور ترک کرنا انسان کے لیے مساوی ہوتا ہے اس کو (مباح) کہا جاتا ہے۔

پس فقیہ جب کسی حکم شرعی کے لیے دلیل کو تلاش کرتا ہے تو بعض اوقات اس کو دلیل مل جاتی ہے۔ تو اس کے

لیے حکم شرعی حقیقتاً ایسا واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جو حکم اللہ تعالٰی کے ہاں واقع میں ہوتا ہے وہی اسے حاصل ہو جاتا

ہے۔ تو اس حکم شرعی کو اصطلاح میں (حکم واقعی) کہا جاتا ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ فقیہ درس دوم میں بیان کردہ اسباب کی وجہ سے دلیل حاصل کرنے میں کامیاب

نہیں ہوتا۔ تو جب حکم واقعی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ پس فقیہ پر **ضروری ہو جاتا ہے** کہ ان

دلائل کی جستجو کرے۔ جو ایسے اصول و قواعد عامہ مہیا کرتے ہیں جو ان حالات میں تعاون کرتے ہیں۔ کیونکہ

جب حکم واقعی نہ مل سکے اور حکم واقعی کے بارے میں شک برقرار رہے وہاں یہ اصول عامہ ہی ظاہری طور پر اس

مشکل کا علاج کرتے ہیں۔ اور ایک قسم کا ظاہری حل مہیا کر دیتے ہیں۔ پس ایسے حکم کو (حکم ظاہری) کہا جاتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خلاصہ

پس علم فقہ وہ علم ہے کہ جو احکام شرعی کو شریعت کے منابع سے حاصل کیا جائے اور شریعت الٰہی کے مطابق انسانی زندگی کو منظم کر سکے۔

احکام شرعی کی اقسام

(1) التکلیفی:

(الف)۔حرمت (ب)۔وجوب (ج)۔کراہت (د)۔استحباب (ھ)۔اباحۃ

(2)۔الوضعی:

سوالات

1۔علم الفقہ کیا ہے؟

2۔حکم شرعی کیا ہے۔اسکی کتنی قسمیں ہیں۔؟

3۔حکم تکلیفی کیا ہے۔؟

4۔حکم تکلیفی اور حکم وضعی میں کیا فرق ہے؟

5۔حکم ظاہری اور حکم واقعی میں کیا فرق ہے؟

☆☆☆☆☆

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿درس ۴﴾

☆علم الاصول کی ضرورت کیوں ہے؟ ☆علم اصول نے کیسے فروغ پایا؟

یہ ہمارے لئے واضح ہو گیا کہ علم الفقہ میں حکم شرعی کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ ابھی ہم اس کے بارے میں بحث کریں گے۔ کہ حکم شرعی کے استنباط کے مراحل کیسے مکمل ہوتے ہیں جب فقیہ کسی شرعی دلیل کے ماخذ کے درپے ہوتا ہے تو کبھی اس کیلئے دلیل کی عبارت واضح طور پر حکم شرعی پر دلالت کرتی ہے۔ اس صورت میں فقیہ کو بحث وتحقیق کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ وہ اسی سے حکم شرعی کو حاصل کر لیتا ہے۔ اور اسی کے مطابق فتویٰ دے دیتا ہے۔ اسی قسم کے ادلۃ شرعیہ کو (نصوص) کہا جاتا ہے۔ پس نص شارع مقدس کا ایسا کلام ہے کہ اس میں فقط ایک ہی معنی کا احتمال پایا جاتا ہے اور اس کی دلالت حکم شرعی پر بہت ہی صریح ہوتی ہے۔ کبھی فقیہ ایسی دلیل کو حاصل کرتا ہے جس میں بہت سارے معانی کا احتمال پایا جاتا ہے۔ پس اس صورت میں فقیہ کو یہ تحقیق وشناخت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ شارع مقدس کو ان معانی میں سے کون سا معنی منظور ومقصود ہے۔ تو اس صورت میں اسے (علم لغت) یعنی عربی زبان کے خصوصی قواعد کی معرفت ضروری ہوتی ہے اور ایسے عمومی قواعد تلاش کرنے پڑتے ہیں جو اس قسم کے حالات میں معاون ہوتے ہوں۔ اور اگر اس کلام کے کئی معانی ہوں لیکن ان میں سے کسی ایک معنی پر اس کی دلالت بہت قوی ہو تو ایسے کلام کو اصطلاح میں (کلام ظاہر) کہا جاتا ہے۔ اور اگر اس کی دلالت سب معانی پر برابر ہو تو ایسے کلام کو (مجمل) کہا جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات فقیہ اس میں شک کرتا ہے۔ کہ شارع مقدس نے اس کے ظاہری معنی کو اختیار کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ اور اس تحقیق واستنباط کے نتیجے کی تائید فرمائی ہے یا نہیں؟ ممکن ہے ایسا بھی ہو کہ فقیہ کسی موضوع خاص کے بارے میں حکم شرعی کو حاصل نہ کر سکے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تو اسی صورت حال میں وہ ان عموی قواعد (اصول عملیہ) کو تلاش کرتا ہے جن کے مطابق وہ اپنے عملی فریضہ کا تعین کرسکتا ہے۔ یا پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ فقیہ کو دو متعارض دلیلیں ملتی ہیں۔ پس اس کو اس مرحلے میں عام قواعد (تعادل وتراجیح) کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو مرجحات کا تعین کریں اور یہ بتائے کہ دو دلیلوں میں سے کس کو مقدم کرنا ضروری ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ استنباط حکم شرعی کے طریقے پر چلنے کیلئے کئی مراحل کو طے کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ حکم شرعی کو حاصل کر سکے۔ پس وہ کون سا راستہ ہے اور کون سے مراحل ہیں جن کا طے کرنا ضروری ہے۔ دراصل یہ تمام مسائل چند ایسے قواعد کلی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور یہ کسی خاص حکم شرعی کے استنباط کیلئے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ وہ استنباط کی تمام اقسام کیلئے انجام دیے جانے والے عمل میں مددگار ہوتے ہیں۔

پس ان کا علم حاصل کرنا علم الفقہ کے حاصل کرنے سے قبل ضروری ہے۔ پس یہی وہ مرحلہ ہے۔ جہاں سے علم اصول وجود میں آیا اور ہماری اس بات کی تائید علم الاصول کی تاریخ سے بھی ہوتی ہے کہ ہم نے دیکھا کہ علم الفقہ اور فقہی تفکر کی جب نشوونما ہوئی تو اکثر علماء فقہ نے اپنی بحث و تحقیق اور استنباط کے آغاز میں استنباط کے مشترکہ قوانین کو کشف کیا۔ اور انہی مشترکہ قوانین کو اپنے استنباط کے دوران استعمال میں لاتے تھے حالانکہ اس وقت ان قواعد کے استعمال کی روش بہت سادہ تھی۔ (المعالم الجدیدہ ص. 47)

﴿خلاصہ﴾

(نص) شارع مقدس کا ایسا کلام ہے کہ جو ایک ہی معنی پر دلالت کرتا ہو اور اس میں دیگر معانی کا احتمال نہ پایا جاتا ہو۔

(ظاہر) شارع مقدس کا ایسا کلام ہے جو ایک سے زیادہ معانی پر دلالت کرے لیکن اس کی دلالت باقی معانی کی نسبت ایک معانی پر قوی تر ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

گذشتہ دروس کی روشنی میں ہمارے لئے واضح ہو گیا کہ علم اصول ان قواعد عامہ کا نام ہے جن سے استنباط کا عمل انجام دیا جاتا ہے اور اس کے راستے کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اس تعریف کی بناء پر وہ قواعد عامہ جو استنباط کے عمل کے لئے ضروری ہیں وہی موضوع علم اصول ہیں۔ یہاں ایک سوال جو ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ اس علم اصول کا فائدہ و غرض و غایت کیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں تا کہ ذہن نشین ہو جائے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں دو عدد کو جمع کریں یا ایک عدد کو تفریق کریں یا اسی طرح کے دیگر حسابات کریں تو جب انسان ان کو ذہن کے اندر جمع یا تفریق کرے تو غلطی کا امکان ہوتا ہے۔

بقیہ ص 14

(مجمل) شارع مقدس کا ایسا کلام ہے جو کثرت معانی پر دلالت کرے اور سب معانی پر اس کی دلالت مساوی ہو۔

علم الاصول کے تدوین کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ ان عمومی اور کلی قواعد کو وضع کیا جائے۔ جنکی مدد سے حکم شرعی کے استنباط کے عمل کو انجام دیا جائے اور اس کے طریقے کو معین کیا جائے۔

سوالات

(۱) نص کیا ہے؟ (۲) ظاہر کیا ہے؟ (۳) مجمل کیا ہے؟

(۴) علم الاصول کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ (۵) علم الاصول کیسے وجود میں آیا؟

اس کے بعد امور ذیل میں بحث کی جائے گی:

(۱) علم الاصول کیا ہے؟ (۲) اس کا کیا موضوع ہے؟ (۳) اس کی غرض کیا ہے؟

(۴) اس کا فائدہ کیا ہے؟ (۵) علم اصول کا رتبہ دوسرے ان علوم میں کیا ہے جو اس سے مربوط ہیں؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس غلطی سے بچنے کے لئے جمع وتفریق کے قواعد وضع کرتا ہے۔ اور حساب کے عمل کو کاغذ پر تحریر کرتا ہے۔ پس اس صورت میں خطا کا احتمال بہت کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کسی کے بارے میں تفکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس فکری عمل کی تحلیل کرے تو اس کی تصحیح کے لئے اس کو قوانین علم منطق کے مطابق اجراء کرتا ہے۔ درحقیقت وہ فکر میں خطا کے احتمال کو تلاش کر رہا ہوتا ہے۔ علم الفقہ میں بھی بعینہ یہی صورت حال ہے۔ اس وجہ سے پہلے ہم قواعد عامہ یا قوانین کلی کو بنائیں گے تا کہ ہم استنباطی عمل کو محکم بنا سکیں اور ہمارے لئے استنباط کرنا آسان ہو جائے۔ کیونکہ اگر ہم قواعد عامہ کے بغیر فقط اپنے ذہن پر اعتماد کرتے ہوئے استنباط کریں تو یہ ممکن ہے کہ ہم استنباط کے تمام نقاط ودقائق کی طرف متوجہ نہ ہو سکیں جو حکم کے استنباط کے لئے موثر ہوں۔ پس غرض علم اصول یہ ہے کہ ہمیں استنباط کی صلاحیت واستعداد حاصل ہو۔ تا کہ ہم پورے اعتماد واستحکام کے ساتھ استنباط کر سکیں۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ استنباط کا عمل بہت آسان اور سریع ہو جائے۔ اور وہ علوم جن کا جاننا علم اصول کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ سابقہ دروس میں ان کی طرح اشارہ ہو چکا ہے۔ وہ علم لغت، علم منطق، علم الکلام، علم القرآن، علم الحدیث، علم الرجال ہیں۔ ان سب علوم کا علم اصول سے قبل حاصل کرنا ضروری ہے اور علم اصول کا علم الفقہ سے پہلے حاصل کرنا لازمی ہے۔ چونکہ یہی علم اصول ہے جو ہمارے لئے قواعد کی حد بندی کرتا ہے اور استنباط کے عمل کا طریقہ بتاتا ہے اور اسی طرح اس کا حصول ان تمام علوم پر مقدم ہے جن کا حصول علم الفقہ کے بعد میں ہوتا ہے تو ان میں بعض دیگر علوم آنے والے دروس میں واضح ہو جائیں گے جن کی طرف علم اصول محتاج ہوتا ہے۔ اور علم اصول کے بعض قواعد کی چھان بین ان عمومی قواعد پر موقوف ہوتی ہے۔ جن کا تذکرہ ان علوم میں آتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خلاصہ

☆ علم اصول ان قواعد عامہ کا علم ہے جو استنباط کے عمل اور اس کی روش کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

☆ غرض و فائدہ اس علم اصول کا یہ ہے کہ استنباط کے عمل میں استحکام وسرعت پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ علم اصول کا سمجھنا دوسرے علوم پر موقوف ہے۔ مثل علم منطق، علم الکلام، علم لغت، علم حدیث، علم القرآن، علم الرجال اور علم الفقہ کے قواعد کا سمجھنا علم اصول کے قواعد پر موقوف ہے۔

سوالات

(1) علم اصول کیا ہے۔؟

(2) موضوع علم اصول کیا ہے۔؟

(3) علم اصول کا فائدہ کیا ہے۔ اور اس کا مقصد وغرض وغایت کیا ہے۔؟

(4) علم اصول کا مقام دوسرے مربوط علوم سے پہلے ہے یا بعد میں ہے؟

(5) علم اصول میں بحث وتحقیق کا اسلوب کیا ہے؟

(6) علم اصول کے مسائل اور ان کی اقسام کیا ہیں؟

☆☆☆☆☆

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

درس ۶

☆ ادلہ شرعیہ کیا ہیں۔؟ ☆ ادلہ شرعیہ کی کتنی اقسام ہیں۔؟

علم اصول کی تعریف کو جاننے کے بعد اب ہمیں علم اصول میں بحث و تحقیق کا اسلوب اور کسی امر کو ثابت کرنے کا طریقہ جاننے کی ضرورت ہے۔ اسی سلسلے میں اب ہم علم اصول کے منابع کے درپے ہوں گے جو شارع مقدس کا کلام یعنی (کتاب و سنت) ہے۔ پس ہم اپنی تحقیق و استنباط کیلئے فقط منطقی قیاس پر منحصر کریں گے۔ کیونکہ یہ علم دوسرے سائنسی علوم کی طرح تجربے کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ علم اصول علوم عقلیہ میں سے ہے۔

پس یہاں یہ بحث ہوگی کہ استقراء و تمثیل جس کو علماً علم اصول قیاس اصولی کا نام دیتے ہیں۔ کیا یہ دونوں اصولی استدلال کے طریقے ہیں یا نہیں؟ پس اصولی ایسے قواعد اصولیہ کی تدوین کرے گا جن کی بنیاد وہ قواعد عامہ ہوں گے جو سابقہ ان علوم میں تحقیق کے بعد ثابت کیے جا چکے ہوں گے جو علم اصول سے مقدم ہیں۔ اور ان قواعد کو اصولی شریعت کے منابع سے عقل کی بنیاد پر استخراج کرتا ہے۔ وہ عقل جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے حجت قرار دیا ہے۔ یہاں تک ہم نے مبادی علم اصول کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ اور علم اصول کے مسائل اور اس کے موضوع کے اعتبار سے ابواب کی ترتیب کا اہم کام باقی رہ گیا ہے۔ تو اس بارے میں کہ شرعی منابع دو اقسام پر مشتمل ہیں۔

﴿قسم اول﴾ شارع مقدس کا ایسا کلام جیسے دلیل شرعی لفظی کہا جاتا ہے۔ اور پہلے عرض کر چکے ہیں کہ دلیل شرعی لفظی یا (نص) ہے یا (ظاہر) ہے یا (مجمل) ہے۔

دلیل شرعی لفظی کے اقسام بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی تقسیم میں اس کے لفظ کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

پس اگر فقیہ کو اس دلیل شرعی میں نص مل جاتی ہے تو اس کا اس کے مطابق فتویٰ دینا آسان ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور ظاہر، یا مجمل ہو۔ تو اس سے شارع مقدس کے مقصود کو حاصل کرنے میں فقیہ کو بہت تحقیق کرنا پڑتی ہے ۔ تو اس نتیجہ میں وہ اگر یقین سے کہہ سکتا ہے کہ حکم شارع مقدس یہی ہے تو اس کے مطابق اس کا فتویٰ دینا جائز ہوگا۔ اور یا ایسا ہوگا کہ وہ اپنی تحقیق کے نتیجہ کے بارے میں یقین سے نہ کہہ سکے گا۔ کہ یہی شارع کا حکم ہے لیکن وہ یہ کہہ سکے گا کہ مجھے شارع مقدس نے اس کا فتویٰ دینے کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ اس پر یقینی دلیل موجود ہے کہ میرے لیے اس کے مطابق فتوی دینے شارع کی طرف سے اجازت ہے۔ پس وہ بعض مسائل علم اصول ہیں جو دلیل شرعی کی اس نوع سے متعلق ہیں۔ اور اس نوع کی مباحث میں سے ہیں۔ جن کو ابتداء میں ہم نے ذکر کیا تھا۔ اور کچھ مسائل بھی ہیں جو اس سے مربوط ہیں وہ یہ کہ کیسے ثابت کیا جائے کہ یہ کلام شارع مقدس کا کلام ہے؟ اور وہ کون سے ایسے راستے ہیں جن سے یقین ہو جائے کہ یہ کلام شارع مقدس کا کلام ہے؟ اور وہ کون سے ایسے راستے ہیں۔ جن سے یقین ہو جائے کہ یہ کلام شارع مقدس کا کلام ہے۔ اور وہ کون سے ایسے راستے ہیں جن کو شارع مقدس نے حکم شرعی کی معرفت کا ذریعہ قرار دیا ہے باوجود اس کے کہ وہ یقین آور نہیں ہیں

﴿قسم دوم﴾ دلیل شرعی غیر لفظی یعنی شارع مقدس کی سیرت ، اور ان کا کسی کے عمل پر خاموش ہونا۔ کچھ قواعد عامہ اصولیہ اس دلیل کی انواع سے ہیں اور ان قواعد کا اثبات بھی اسی سے ہے کہ جن پر تیسرے اور چوتھے مرحلے میں گفتگو ہوگی۔

﴿خلاصہ﴾

☆ علم اصول میں بحث و تحقیق کا اسلوب وہی ہے جو علوم عقلیہ میں رائج ہے نہ کہ تجربہ اور امتحان جو کہ سائنسی علوم میں رائج ہے۔

☆ دلیل شرعی کی دو قسمیں ہیں (۱) دلیل لفظی جو شارع مقدس کا کلام ہے (۲) دلیل غیر لفظی جو شارع مقدس کا عمل یا موقف ہے۔ ☆

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿درس ۷﴾

☆علم اصول میں مباحث لفظیہ کیا ہیں۔؟ (۱)

قال الله تعالیٰ :. أقم الصلوة لدلوک الشمس إلیٰ غسق الیل (الاسراء 78)

﴿ترجمہ﴾زوال آفتاب سے آدھی رات تک (مقررہ) نمازیں پڑھ لیا کرو۔

پس جب ہم نے نماز کے قائم کرنے کا حکم سن لیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز ہم پر واجب ہے۔ اسی طرح

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

أقض ما فاتک من صلاۃ النہار بالنہار و ما فاتک من صلاۃ اللیل باللیل ۔

﴿ترجمہ﴾ اپنی دن کی قضا نمازوں کو دن میں اور رات کی قضا نمازوں کو رات میں قضا کرو۔

ہم اس روایت سے نوافل کے مستحب ہونے اور قضاً کے وقت میں وسعت کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ لفظ (اِقض) امر ہے لیکن وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ پس یہاں سوال اٹھتا ہے کہ امر کا صیغہ حقیقتاً وجوب پر دلالت کرتا ہے یا نہیں؟ پس اگر ثابت ہو جائے کہ وجوب پر دلالت کرتا ہے تو اس کا استعمال استحباب میں اس روایت میں مجاز ہوگا۔ پس یہاں ضروری ہے کہ لفظ کے حقیقی استعمال اور مجازی استعمال میں فرق کے طریقے پر بحث کریں۔ اسی طرح ہم ایسے قواعد اصولیہ بنائیں گے۔

بقیہ ص:19

﴿سوالات﴾

1: علم اصول میں تحقیق کا اسلوب کیا ہے۔؟ 2: دلیل شرعی کی کتنی قسمیں ہیں۔؟

3: دلیل شرعی لفظی کون سی مباحث میں سے ہیں۔؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جوفقہ کے تمام ابواب میں کام آئیں گے۔ اور عمل استنباط میں ان کی ضرورت ہوگی۔ اوران قواعد کا

موضوع کی بحث (علامات حقیقت ومجاز) میں ہوگا ۔ بہرحال جب ہمارے لئے واضح ہوگیا کہ لفظ امر کے

کئی معانی ہیں ان میں وجوب واستحباب بھی ہے جبکہ کچھ معانی کو ہم نے (علم نحو) میں جان لیا تھا۔ مثلاً ترجی

،تعجیز، وغیرہ اور معلوم ہوگیا کہ امر کا استعمال استحباب میں مجاز نہیں ہے۔ پس ہم سوال کریں گے کہ صیغہ امر (الفاظ مجمل)

کی اقسام میں سے ہے یا (ظاہر) میں سے؟ جب معلوم ہو جائے کہ الفاظ ظاہر میں سے ہے تو سوال اٹھے گا

کہ ظاہر کے معنی کو کیسے پہچانیں گے ؟ یہاں سے علم اصول کی یہ مباحث وجود میں آتی ہیں۔ کہ علم اصول میں

امر کے صیغہ کی دلالت کب وجوب پر ہوتی ہے اور کب استحباب پر۔ اور واضح ہے کہ وجوب پر دلالت کرنا

صیغہ امر سے مختص نہیں بلکہ اس کے علاوہ کچھ اور صیغے ایسے بھی ہیں جو شارع مقدس کی زبان پر جاری ہوئے

ہیں اور ان میں بھی وجوب کا معنی پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ماہ مبارک رمضان کے روزے واجب ہیں

اس وجوب پر آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔(فمن شهد منكم الشهر فليصمه) البقره:185

﴿ترجمہ﴾ پس جو شخص تم میں سے اس مہینے کو پائے اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔ اسی طرح جب ہم

آیت کریمہ (كتب عليكم الصيام) البقرة ۔183 : ﴿ترجمہ﴾ (اے ایمان والو) تم پر روزہ رکھنا

واجب کیا گیا ہے۔ کی تلاوت کریں گے تو اس میں صیغہ امر کے علاوہ اور صیغوں کو بھی پائیں گے اور اس کی دلالت بھی

وجوب پر ہوتی ہے ۔ اسی طرح آیت کریمہ جو حج کے وجوب پر دلالت کرتی ہے جب انسان استطاعت رکھتا ہو۔

ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا (آل عمران:97)

﴿ترجمہ﴾

تمام لوگوں کے ذمے خدا کیلئے اس بیت اللہ کا حج کرنا (واجب ہے) اس تک (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور آپ نے علم نحو میں انشأ اور اخبار کے درمیان فرق کو جان لیا۔ اور یہ کہ امر کا صیغہ حکم واقعی کی خبر نہیں دیتا بلکہ معنی کو ایجاد کرتا ہے۔ ہمیں ان تمام حالات کو جاننے کی بھی ضرورت ہے۔ جن میں شارع مقدس خبر دینے والے صیغوں کو وجوب پر دلالت کے لئے استعمال کرتا ہے۔ لیکن یہ ساری مباحث صیغہ امر کی بحث کے اندر بیان ہوتی ہے۔ اور اسی طرح بہت ساری آیات وروایات میں نہی کے صیغے پائے جاتے ہیں مثلاً

یاایھاالذین آمنوا لاتأ کلوا الربأ (آل عمران :130)۔

﴿ترجمہ﴾ اے ایمان والو! ربا (سود) مت کھاؤ۔ اس سے حرمت ربا کو سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ رسالت مآبؐ کی ایک حدیث یوں ہے۔

الماالذی تسخنه الشمس لا تتوضؤوا ولاتغسلوا لا تعجنوا به فانّه یورث البرص.

﴿ترجمہ﴾ وہ پانی جس سے سورج نے گرم کردیا ہواس سے وضو نہ کرو۔ غسل نہ کرو اور نہ اس سے آٹا گوندھو۔ کیونکہ یہ مرض برص کا موجب بنتا ہے۔

یہاں ہم ملاحظہ کریں گے کیا نہی کا صیغہ حرمت پر دلالت کرتا ہے یا کراہت پر؟ تو اس کے جواب کے لئے ہم لغت کی طرف رجوع کریں گے کہ یہ صیغہ نہی حرمت کے معنی میں وضع ہوا ہے یا یہ کہ کراہت کا معنی بھی اس میں پایا جاتا ہے یا کسی خاص معنی میں اس کا ظہور ہے۔ پس اس وجہ سے ہمیں نواہی کے بارے میں بحث کرنا ہو گی۔ کیونکہ علم اصول کی مباحث میں عملِ استنباط کے لئے ،نواہی کی بحث اہم بحث ہے۔ جس طرح ہم نے اوامر کی بحث میں دیکھا کہ صیغہ امر کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم ان الفاظ کو پہچانیں گے جو الفاظ صیغہ نہی کے علاوہ حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خلاصہ

☆ علم اصول کی مباحث میں سے ایک بحث حقیقت ومجاز کی ہے اور اس کے قواعد میں سے علامات (حقیقت ومجاز) ہے۔

☆ علم اصول کے اہم مباحث میں سے (اوامر اور نواہی) کی بحث ہے۔ ہم اس بحث کے ذریعے بہت سارے محرمات اور واجبات کی معرفت حاصل کرتے ہیں اور اسی طرح مکروہات ومستحبات کی پہچان ہوتی ہے۔

☆ علم اصول کے اندر امر اور نہی کے صیغوں کے علاوہ کچھ دوسرے ایسے صیغے بھی پائے جاتے ہیں۔ جو وجوب وحرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

سوالات

(1) صیغہ امر کیا ہے ؟

(2) کیا امر کا صیغہ فقط وجوب پر دلالت کرتا ہے ؟

(3) نہی کا صیغہ کیا ہے ؟

(4) حقیقت ومجاز کی بحث کا علم اصول کے ساتھ کیا تعلق ہے ؟

☆☆☆☆☆

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿درس-۸﴾

☆علم اصول میں مباحث لفظیہ کیا ہے؟ (۲)قال تبارک وتعالیٰ: الحجرات (۶)

یا ایھاالذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنباءٍ فتبینوا۔

﴿ترجمہ﴾ اے ایمان والو! اگر کوئی گنہگار تمہارے پاس خبر لائے تو اس کی پڑتال کرو۔

ہم اس آیت میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ شارع مقدس نے فاسق کی خبر یا اطلاع کے بارے میں تحقیق یا جستجو کے لئے حکم دیا ہے۔ تاکہ اسکا سچا ہونا ثابت ہو جائے۔ حقیقت میں شارع مقدس نے جستجو وتحقیق کا حکم اس وقت دیا ہے جب فاسق خبر لے کر آئے! کیا اس آیت سے یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ اگر غیر فاسق خبر لے آئے۔ تو تحقیق وجستجو کی ضرورت نہیں؟ پس ثقہ یا (قابل اعتماد شخص) کی لائی ہوئی خبر پر تحقیق وتجسس کی ضرورت نہیں؟ تو اس صورت میں ہمیں چند ایک مباحث کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً ہم لغت کی طرف رجوع کریں گے۔ کہ اس آیت کا ظہور اس معنی میں ہے یا نہیں؟ ۔تو اگر اس کلام سے عرف عام یہ سمجھتا ہے کہ شرط (فاسق کا خبر لانے) کا منتفی ہونا۔ حکم (وجوب تحقیق خبر) کے منتفی ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ تو ہمیں تسلی ہو جائے گی اور شرط کے منتفی ہونے کی صورت میں دوسرا حکم کیا ہے۔ اس بارے کسی مزید بحث کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور اگر عرف عام اس کلام سے سمجھے کہ شرط کے منتفی ہونے سے حکم بھی منتفی ہو جاتا ہے۔ یعنی شرط وحکم کے درمیان باہمی تلازم پایا جاتا ہے۔ تو ہمارا ذہن ایک دوسرے سوال کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ کونسا معیار ہے۔ جس سے ان شرطیہ جملوں کو غیر شرطیہ سے جدا کیا جائے؟ یعنی کیسے ہم ایسے جملوں کی شناخت کر سکیں گے کہ قید وشرط کے منتفی ہونے سے بلاواسطہ حکم بھی منتفی ہو جائے۔ یعنی لازمی طور پر ایسا ہو۔ اور کیا یہ قاعدۃ وقانون اس

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت کوشامل ہے یانہیں؟ خداوند فرماتا ہے۔

(وأطعموا القانع والمعتر) الحج(۳۶)

﴿ترجمہ﴾قناعت کرنے والے مسکینوں اور پھیری کرنے والے فقیروں کو کھلایا کرو۔

پس یہ آیت اپنے مقتضی کے مطابق دلالت کرتی ہے کہ آیت میں ذکر کردہ دوقسم کے افراد کے علاوہ کسی کو اطعام نہیں دینا؟ یعنی کیاان دوقسم کے افراد کے علاوہ باقی لوگوں کو کھانا دیناواجب ہے یانہیں؟ بلکہ شارع مقدس ان دوافراد کے علاوہ اس حکم کی نسبت سے خاموش ہے۔اوراسی طرح قول خداوندی ہے۔

(أتموا الصيآم الى الليل)۔﴿ترجمہ﴾روزے رات تک پورے کرو۔

کیا''الی'' کالفظ انتہاپردلالت کرتا ہے۔یعنی انتہا تک پہنچنے کے بعد حکم ختم ہوجاتا ہے یا یہ کہ آیت انتہا کے بارے میں خاموش ہے؟اسی طرح آیت مبارکہ **(فانكحوا ما طاب لكم من النسأ مثنى وثلاث ورباع فان خفتم ألاّ تعدلوا فواحداة ۔ (النسأ ۔۳)**

﴿ترجمہ﴾عورتوں میں جتنی تمہیں اچھی لگیں!دوتین اور چارسے نکاح کرلو۔اوراگرتمہیں خوف ہو کہ ان کے درمیان عدالت نہ کرسکو گے۔تو ایک تک اکتفا کرو۔

کیااس آیت کے سیاق وسباق سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے چارعورتوں کا عدد محدود کیا گیا ہے۔اس سے زیادہ جائز نہیں۔ان جملوں میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک حکم ہے جسے شارع مقدس نے صریح طور کلام میں ذکرفرمایا ہے۔اس کو اصطلاح میں''حکم منطوق'' کہتے ہیں۔لیکن ایک ایسا حکم بھی ہے:جس کوشارع مقدس نے صراحۃً ذکرنہیں کیا۔لیکن کلام کی دلالت التزامی کے ذریعے سے سمجھا جاتا ہے۔اس کواصطلاح میں''حکم مفہوم'' کہا جاتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی ایسا حکم جو اس جملے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ ان مثالوں کو سمجھنے کے بعد آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسائل علم اصول میں سے ایک مسئلہ ایسے جملوں کی شناخت ہے۔ جس میں مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی جاننا ہے کہ کون سا قانون ہے جنکے ذریعے سے اسی قسم کے جملوں کے درمیان فرق کیا جا سکتا ہے۔ اگر جملہ مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہو تو ان کا مفہوم ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔ مثلاً (۱) شرط (۲) وصف (۳) غایہ (۴) استثنا (۵) عدد (۶) حصر (۷) لقب۔ اس وجہ سے جملہ شرطیہ کے مفہوم کو ''مفہوم شرط'' کہا جاتا ہے۔ انشاء اللہ اگلے درسوں میں آپ جانیں گے کہ مفہوم کہاں ہوتا ہے اور کہاں نہیں؟

﴿خلاصہ﴾

☆ بے شک بعض ایسے جملے بھی ہیں جنکا مدلول بلا واسطہ خود ہی حکم شرعی پر دلالت کرتا ہے۔ اس حکم کو ''منطوق'' کہا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات جملوں کے مدلول دلالت التزامی کے ساتھ تب کسی حکم شرعی کے **منتفی** ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ جب قید یا شرط **منتفی** ہوتی ہے اور اس وقت ایک حکم اس سے سمجھا جاتا ہے۔ اس حکم کو ''مفہوم'' کہا جاتا ہے۔

﴿سوالات﴾

۱۔ منطوق کیا ہے ؟

2۔ کس جملے میں مفہوم ہونے کو کس طرح سے ثابت کیا جاتا ہے ؟

3۔ مفہوم کیا ہے ؟

4۔ وہ جملے بیان کرو جن میں مفہوم کے ثابت ہونے کے بارے میں علم اصول میں بحث ہوتی ہے ؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

☆مباحث لفظیہ علم اصول میں کون سے ہیں؟ (۳)قال سبحانه تعالى: (المائدہ ۹۵)

يا ايهاالذين آمنوا لا تقتلوا الصيد و أنتم حُرم.

﴿ترجمہ﴾اے ایمان والو! جب تم احرام میں ہو۔تو شکار نہ کرو۔

اس آیت سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ احرام کی حالت میں شکار کرنا جائز نہیں۔لیکن آیت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ شکار کس قسم کا ہے۔اس لحاظ سے کلام میں اطلاق پایا جاتا ہے۔جبکہ اسکے مابعدوالی آیت میں ایک ایسی آیت کو ہم دیکھتے ہیں جس میں ارشاد باری تعالی ہورہا ہے۔

(حرم عليكم صيدالبر مادمتم حرماً) (المائده ۹٦)

﴿ترجمہ﴾تم پر خشکی کا شکار حالت احرام میں حرام کردیا گیا ہے۔

اس آیت میں شکار کے ساتھ لفظ (البـــر) قید کے طور پر ذکر ہوا ہے۔پس اس سے ظاہر ہوا کہ ہر شکار احرام کی حالت میں حرام نہیں۔ بلکہ خشکی پر رہنے والے حیوانات کا شکار نا جائز ہے جب کہ گذشتہ آیت میں کلام مطلق تھا۔یعنی اسکے ساتھ کسی شئی کی قید (خشکی یا تری) نہیں لگائی گئی تھی۔لیکن دوسری آیت میں کلام مقید ہوگیا ہے۔

اس مطلب پر ایک اور آیت دلالت کرتی ہے کہ شکار سے مراد خشکی کے جانور ہیں۔

قال سبحانه تعالى: (احل لكم صيدالبحر) المائده ۹٦

.﴿ترجمہ﴾ تمھارے لیے سمندری شکار حلال کیا گیا ہے۔

یہاں اورطریقے سے کلام میں اطلاق پایا جاتا ہے ۔کہ اس میں احرام وغیرہ کاوقت ذکر نہیں کیا گیا.

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

لیکن بعد والی آیت میں اس طرح ارشاد ہوا ہے۔(**وحرم علیکم صیدالبر ما دمتم حرماً**

المائدہ. ۹۵ . ﴿ترجمہ﴾ یعنی تم پر شکار کرنا حرام ہے جب تک تم احرام کی حالت میں ہو۔ تو گذشتہ

مثالوں سے معلوم ہوا کہ کبھی شارع مقدس کا کلام ''مطلق'' ہوتا ہے اور کبھی ''مقید'' ہوتا ہے۔ لیکن اصل بات

اس میں ہے کہ کون سے لفظ سے یہ معلوم ہو کہ یہ کلام اطلاق پر دلالت کرتا ہے۔ تاکہ ہم بحث کریں کہ اس کلام

کی دلالت اطلاق پر ہے یا نہیں ؟ یہ مباحث علم اصول کے دائرہ میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ان ابحاث کے

ذریعے ہم ایسے قواعد عامہ کو حاصل کریں گے جن سے اکثر ابواب الفقہ میں استنباط کے لئے ان سے استفادہ

''اطلاق'' کو سمجھنے کا بیان تھا۔ ابھی ہم پہلی آیت کریمہ کی طرف رجوع کریں گے۔ جس میں ارشاد ہوتا ہے۔

یاایھاالذین لا تقتلوا الصید وأ نتم حرم (**المائدہ. ۹۶**) پس ہم نے اس آیت میں

ملاحظہ کیا کہ ''الصید'' کا لفظ مطلق ہے۔ نہ اس میں ''خشکی'' کی قید ہے نہ ''پانی'' کی۔ پس اس سے دونوں ہی

مراد ہو سکتے ہیں۔ اور ہم بعض دوسری آیات میں ملاحظہ کیا کہ کلام میں ''عموم'' کا معنی پایا جاتا ہے۔ لیکن وہ

اطلاق کے سبب سے نہیں بلکہ کلام میں کچھ ایسے الفاظ موجود ہیں جو عموم کے معنی لیے موضوع ہیں۔ جیسا کہ

''آیت نفر'' میں ارشاد ہوتا ہے۔(**التوبة: ۱۲۲**)

وما کان المؤمنون لینفروا کافة فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم إذا رجعوا لعلهم یحذرون

﴿ترجمہ﴾ اور سب مومنین کے لیے یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کے سب گھر سے نکل پڑیں۔ پس اس

کے لیے ہر بڑے گروہ میں سے ایک چھوٹا سا جتھا اس غرض سے کیوں نہیں نکلتا کہ دین کا علم حاصل کرے اور

جب اپنی قوم میں پلٹ کر آئے تو ان کو ڈرائے تا کہ وہ لوگ بھی بچیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چونکہ آیت میں لفظ'' کافة'' اور لفظ''کل'' عموم پر دلالت کرتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شارع کا کلام عام ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی وہیں اس کا مخصص بھی ذکر ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ارشاد ہو رہا ہے۔

کل الطعام کان حِلاً لبنی اسرائیل الّا ماحرم إسرائیل علی نفسه (آل عمران/۹۳)

﴿ترجمہ﴾ ہر قسم کا طعام بنی اسرائیل کیلئے حلال تھا سوائے اس کے اسے اسرائیل نے اپنے اوپر خود حرام کرلیا تھا

آیت میں لفظ''کل'' طعام کے تمام اقسام کے حلال ہونے پر دلالت کرتا ہے۔لیکن''الا'' کا لفظ تخصیص دیتا ہے۔جملہ''ماحرم إسرائیل علی نفسه'' بھی کلام کو بالواسطہ طور پر تخصیص دی جاتی ہے۔یعنی مخصص اس کلام کے اندر ذکر نہیں ہوتا بلکہ علیحدہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

یا ایهاالذین آمنوا إذاقمتم إلیٰ الصلاة فاغسلوا وجوهکم و ایدیکم۔

المائدہ/ ٦ ۔﴿ترجمہ﴾ اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے آمادہ ہو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھوڑالو۔

اس آیت کی دلالت یہ ہے کہ نماز سے پہلے وضو واجب ہے۔خواہ انسان محدث ہو یا نہ ہو۔لیکن ایک روایت میں سائل امام جعفر صادقؑ سے سوال کرتا ہے کہ اس آیت (اذاقمتم الی الصلاة) کا کیا معنی ہے تو حضرتؑ نے فرمایا(اذاقمتم من النوم)مراد ہے پس یہ روایت قرینہ ہے کہ آیت سے مراد ایسا محدث شخص ہے۔جو نیند سے بیدار ہوا ہو۔اس کے علاوہ اور بھی روایات پائی جاتی ہیں۔جو اس آیت کو تخصیص دیتی ہیں۔

ان روایات کو ہمارے لئے قرینہ قرار دیا گیا ہے۔یعنی محدث خواہ نیند کے سبب سے ہو یا کسی اور سبب سے ہو۔

اس قرینہ کو''قرینہ منفصلہ'' یا''مخصص منفصل'' کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں'' قرینہ متصل و مباشر'' ہوتا ہے۔جو عام کے ساتھ ایک ہی کلام میں ذکر ہوتا ہے۔مصادیق عموم کے لئے کچھ الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔

جیسا کہ کل، کافة، جمیع، ایّ، دائماً، اس کے علاوہ بھی الفاظ ہیں۔اور کچھ حالات بھی عموم پر دلالت کرتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مثلاً وہ نکرہ جو نہی و نفی کے مابعد ذکر ہو یا ''اسم جنس'' کا لفظ یا ''اسم معرفہ'' جو ''الف لام'' کے ساتھ آئے۔ خواہ جمع کا لفظ ہو یا مفرد کا۔ انشاء اللہ مفصل گفتگو بعد کے دروس میں آئے گی۔

﴿ خلاصہ ﴾

☆ شارع مقدس کے کلام میں کبھی مقید ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ کلام سے بظاہر اطلاق سمجھا جائے تو وہ مطلق کہلاتا ہے۔ اور وہاں حکم شرعی بھی مطلق ہوتا ہے۔ ایسا کلام جو موضوع اور اپنے حالات کے تمام مصادیق کو شامل ہو۔ اس پر بعض کلمات وحروف دلالت کریں گے نہ کہ اطلاق کلام۔ تو وہ ''عام'' کہلاتا ہے۔ کلام میں کبھی اس عام کے ہمراہ مخصص موجود ہوگا۔ تو اس کو ''مخصص متصل'' کہیں گے۔ اور اگر اس کی تخصیص کسی علیحدہ کلام سے ہو تو اس کو مخصص منفصل کہا جاتا ہے۔

﴿ سوالات ﴾

1۔ مطلق کسے کہتے ہیں؟

2۔ مقید کسے کہتے ہیں؟

3۔ عام کیا ہوتا ہے؟

4۔ خاص کس کو کہتے ہیں؟

5۔ کلام مطلق و عام میں کیا فرق ہے؟

6۔ مخصص متصل کس کو کہتے ہیں؟

7۔ مخصص منفصل کس کو کہتے ہیں؟

8۔ قرینہ متصلہ و منفصلہ میں کیا فرق ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿درس ۱۰﴾

☆علم اصول میں مباحث لفظیہ کون سے ہیں ؟ (۴)

ساتویں درس میں آپ نے جان لیا تھا۔ کہ صیغۂ اُمر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ یہ آیت ''أقم الصلاۃلد لوک الشمس الی غسق اللیل''(الاسراء ۷۸) نماز کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کا وجوب تمام مکلفین کو شامل ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں آیت ''النفر'' میں ہم نے دیکھا کہ اس کا وجوب تمام مکلفین کو شامل نہیں۔ بلکہ وہاں وجوب کو ایک گروہ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ لیکن اس گروہ کو بھی معین نہیں کیا گیا۔ پس مومنین میں سے جس گروہ نے بھی اس واجب (تفقہ فی الدین) کو ادا کیا تو دوسرے مومنین سے وجوب ساقط ہو جائے گا۔ پہلی آیت کے ''واجب عینی'' اور دوسری آیت کے واجب کو ''واجب کفائی'' کہا جاتا ہے۔ علم اصول میں ایک سوال کی طرف ہم متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ ''واجب کفائی'' کا وجوب تمام مکلفین کی طرف متوجہ ہوتا ہے؟ پس اگر کسی نے اس واجب کو ادا کر دیا تو دوسروں پر سے ساقط ہو جائے گا۔ اس صورت میں یہ دوسروں کے نہ بجالانے سے مشروط ہوگا کہ اگر دوسرے اس کو بجا نہ لائیں تو سب مکلفین کو وجوب شامل ہوگا (یعنی سب گنہگار ہوں گے)۔ یا ایسا نہیں بلکہ یہ حکم تمام مکلفین پر عائد ہوتا ہے۔ ہر ہر فرد پر عائد نہیں ہوتا۔ مگر جب اسے کوئی ایک بھی انجام نہ دے تو ہر فرد گنہگار ہوگا۔ ''الصید'' والی آیت کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ ''یاایھا الذین آمنو لا تقتلوا الصیدو أنتم حرم ''(المائدہ . ۹۵) اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ ومن قتلہ منکم متعمدًا فجزائہ مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدلٍ منکم ھدیاً بالغ الکعبہ أو کفارۃ طعام مسکین أو عدل ذلک صیاماً لیذوق و بال أمرہ''۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿ترجمہ﴾ اور تم میں سے جان بوجھ کر شکار کرے تو اسکا بدلہ چوپایوں میں سے ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے قتل کیا۔ جس کے بارے میں تم میں سے دو منصف حکم لگا دیں گے اور یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے گی۔ یا کفارہ ہو گا۔ مسکینوں کا کھانا کھلانا۔ یا اسی تعداد میں برابر روزے رکھنا۔ تا کہ اپنے کئے کا مزا چکھے جو پہلے کر چکا ہے۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ کفارہ کی مذکورہ صورتوں میں سے انسان کسی ایک صورت کو اختیار کر سکتا ہے۔ جن کا ذکر آیت مذکورہ میں ہوا ہے اس واجب کو ''واجب تخییری'' کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس ماہ مبارک رمضان کے روزے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ مسافر اور مریض کے علاوہ ہر مکلف پر روزہ واجب ہے اس کو ''واجب تعیینی'' کہا جاتا ہے۔ پس اس واجب کے بدلے میں کسی اور واجب کو مکلف اختیار نہیں کر سکتا۔ جس طرح ارشاد رب العزت ہوتا ہے۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس و بینات من الهدی والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه (البقرہ ۔۱۸۵) ﴿ترجمہ﴾ ماہ (مبارک) رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام انسانوں کا رہنما ہے۔ اور (اس میں) ہدایت کی کھلی دلیلیں ہیں اور حق و باطل کی تمیز، پس جو شخص تم میں سے اس مہینے کو پائے اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔

واجب کفائی کی طرح ''واجب تخییری'' میں بھی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم اصول کسی خاص حکم شرعی کے استنباط کیلئے مختص نہیں۔ بلکہ علم اصول ان تمام امور کے استنباط کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ جن کا نتیجہ حکم شرعی ہو۔ کسی قسم کا واجب ہو۔ اس کے علاوہ واجب کی اور تقسیمات بھی ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے جان لیا ہے۔ واجب کی ایک اور تقسیم بھی ہے جو ''مطلق و مقید'' ہے۔ اس واجب مقید کو ''واجب مشروط'' بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حج کا وجوب استطاعت کے ساتھ مقید و مشروط ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انشاء اللہ عنقریب واجب کی اور بھی تقسیمات کو ہم جانیگے ۔ جیسا کہ "واجب نفسی وغیری" ہے ۔تمام ان ابحاث کا تعلق علم اصول سے ہے۔

﴿خلاصہ﴾

☆واجب کی وہ تقسیمات جو علم اصول کے ابحاث کے ساتھ مربوط ہیں (وہ تین قسموں پر ہیں)۔

(تقسیم اوّل) :ا۔مکلف کے اعتبار سے ہے مثلاً "واجب عینی" جو کہ تمام مکلفین پر واجب ہے۔کوئی ایک بھی اس سے مبراء نہیں ہے۔

۲۔ "واجب کفائی" وہ واجب ہے جو بعض کے انجام دینے سے دوسروں پر سے ساقط ہو جاتا ہے۔

(تقسیم دوم)خود واجب کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ (۱)"واجب تعیینی" وہ ایسا واجب ہے کہ اس کے بدلے میں کوئی اور واجب نہ ہو۔

(۲) "واجب تخییری" ایسا واجب ہے کہ جس کے بدلے میں اور واجب یا واجبات ہوں۔

(تقسیم سوئم)موضوع کے اعتبار سے ہے مثلاً (۱)" مقید" (۲)" مطلق"

﴿سوالات﴾

1۔ واجب عینی و کفائی میں کیا فرق ہے؟

2۔علم اصول میں واجب کفائی سے بحث کا کیا فائدہ ہے؟

3۔ واجب تخییری کس کو کہتے ہیں؟

4۔ واجب مشروط کیا ہے۔مثال سے ذکر کریں؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

درس ۔ ۱۱

☆علم اصول میں مباحث لفظیہ کون سے ہیں؟ (۵)

ابھی تک ہم نے ''ادلة شرعیہ لفظیہ'' کے ان بعض موضوعات کو جان لیا جن کے بارے میں علم اصول میں بحث کی جاتی ہے۔لیکن ابھی ہم اختصار سے ان موضوعات پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔تا کہ ہم اس موضوع کو جان لیں جو ان تمام ابحاث کو شامل ہے۔اس وجہ سے کہ عالم علم اصول پر ضروری ہے کہ وہ اس موضوع پر ان موضوعات سے قبل جدا کر کے بحث کرے۔ہم نے جان لیا کہ امر اور نہی کے صیغے وجوب و حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ان دونوں میں طلب لازمی پر دلالت ہوتی ہے۔جو کہ بڑا چھوٹے سے کر رہا ہوتا ہے۔لیکن کبھی یہ دونوں تمنّی و ترجی کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی کئی معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ لغت میں آپ نے جان لیا ہے۔پس ہم اپنی اصل گفتگو کی طرف آئیں۔وہ یہ کہ اگر شارع مقدس کے کلام میں یہ صیغے (امر ونہی) کے آجائیں اور ان میں سے ایک کے معنی مراد ہونے پر کوئی قرینہ بھی دلالت نہ کرے۔پس اس صورت میں چونکہ امر کا صیغہ وجوب میں ظہور رکھتا ہے؟ تو کیا دوسرے معانی میں سے کسی ایک معنی کے مراد ہونے کا احتمال بھی اس میں پایا جاتا ہے۔جیسا کہ یہ احتمال دیا جاتا ہے کہ امر سے وجوب کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یا ایسا نہیں ہوسکتا ہے بلکہ صیغہ امر کا وجوب میں ظہور رکھنا ہی اس بات کا قرینہ بن جاتا ہے۔کہ شارع نے یہی معنی مراد لیا ہے۔اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ امر کے صیغے کا حقیقی معنی وجوب ہے۔اور **استحباب** میں اسکا استعمال مجاز ہے۔پس اگر شارع مقدس کے کلام میں (امر کا صیغہ) **بغیر قرینے** کے آجائے تو ہم کیسے سمجھیں گے کہ یہ کس معنی میں استعمال ہوا ہے وجوب میں یا **استحباب** میں ؟ اسی طرح ''مطلق ومقید'' کی بحث میں بھی یہی کچھ ہے کہ کلام کا ظاہر اطلاق ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور ہم شک کریں۔ کہ کیا ممکن ہے کہ یہاں مقید ہو۔ جب کہ اسکی تقید پر کوئی قرینہ بھی نہیں ہے۔ تو کیا ہم اس کلام سے اطلاق مراد لیں گے ؟ یا یہ کہیں گے کہ شارع مقدس کی طرف سے تقید کے مراد ہونے کا احتمال اور اطلاق کے مراد ہونے کا احتمال دونوں برابر برابر ہیں۔ اسی طرح کی بحث عام و خاص میں بھی ہے۔ کلام کا ظاہر عام پر دلالت کرتا ہے۔ اور ہم شک کریں کہ خاص یہاں مراد ہو۔ لیکن کلام میں خاص کے اوپر کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ پس اس میں معیار شناخت کیا ہے؟ ہم نے گزشتہ مثالوں میں ملاحظہ کیا کہ ''الظہور'' کا لفظ تمام میں مشترک تھا۔ اس کو سمجھنے کے لئے دو قسم کی بحثوں کی ضرورت ہے۔

پہلی بحث: کیا ظاھری معنی غیر ظاہری معنی پر ترجیح رکھتا ہے یا نہیں؟ پس ہم عرف عام اور عقلا کی طرف رجوع کریں گے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں عرف عام اور عقلاً ظاہری معنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ پس مذکورہ مثالوں میں ہم ظاہری معنی کو اصل قرار دیتے ہوئے ترجیح دیں گے۔ مگر یہ کہ متکلم اپنے کلام میں ظاہری معنی کے خلاف کوئی قرینہ لائے۔ علماً علم اصول اس ترجیح کو ''قاعدۃ اصالۃ الظہور'' کہتے ہیں۔ اسی قاعدۃ سے مختلف دوسرے قواعد کو حاصل کیا جاتا ہے جس میں بعض یہ ہیں۔ جیسا کہ انسان کسی معنی کے حقیقی یا مجازی ہونے میں شک کرے تو اصل معنی حقیقی ہے۔ اور اس معنی حقیقی کی بنیاد ''اصالۃ الحقیقه'' ہے۔ اسی طرح کی بحث ''اطلاق اور عموم'' میں ہے۔ جب انسان مطلق و مقید میں شک کرے تو اصل اطلاق ہے۔ اسی طرح لفظ کے ''عام یا خاص'' ہونے میں شک کرے تو اصل عموم ہے۔ اور اسی طرح کے دیگر قواعد بھی ہیں۔

دوسری بحث: اس میں بحث کریں گے کہ شارع مقدس کے کلام میں کوئی ایسی علامت موجود ہوتی ہے۔ جو ظہور پر دلالت کرے؟ اگر ہم اس علامت کو نہ پاسکیں لیکن عرف عام اور عقلاً اس سے ظاہری معنی کو سمجھ لیں تو کیا شارع مقدس نے بھی ان کی تائید فرمائی ہے۔ کہ ''اصالۃ الظہور'' جیسے قاعدۃ پر عمل کرلیا جائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تو یہ ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ شارع مقدس نے عرف اور عقلاً کے اس طریقے یعنی جس کو "اصالۃ الظہور" کا نام دیا گیا ہے اس کی تائید فرمائی ہے یا نہیں؟ کیا شارع مقدس (روز محشر) یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ نے اس کلام سے ظاہری معنی کیوں لیا؟ یا غیر ظاہری معنی کیوں لیا؟ اس مسئلے کو علم اصول میں بحث کریں گے۔ یہاں سے اور دو مسئلے جنم لیتے ہیں۔ (۱) اصالۃ الظہور کی حجیت (۲) ظہور عرفی کی حجیت .

﴿خلاصہ﴾

☆ وہ موضوعات جن سے علم اصول کی بحث کی جاتی ہے وہ "اصالۃ الظہور" اور اس کے مصادیق ہیں۔ جیسا کہ "اصالة الحقيقه" ۔"اصالة الاطلاق "۔"اصالة العموم" و غير ذلک" ان تمام کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب معنی ظاہری و غیر ظاہری میں شک ہو تو معنی ظاہری کو لیں گے۔

☆ جب یہ قاعدہ ہمارے لئے ثابت ہو جائے گا۔ تو پھر ہم اس سے بحث کریں گے۔ کہ شارع مقدس کا نظریہ اس کے بارے میں کیا ہے۔ کیا ہمارے پاس دلیل ہے کہ اس قاعدۃ پر شارع مقدس نے عمل کیا ہے یا اسی قاعدۃ کی تائید فرمائی ہے؟ یعنی اس عمل پر اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور عقلاً کے اس عمل کی تائید فرمائی ہے ؟

﴿سوالات﴾

1: اصالۃ الظہور کیا ہے؟

2: اصالة الحقيقه کیا ہے؟

3: اصالۃ العموم سے کیا مراد ہے؟

4: اصالۃ الاطلاق سے کیا مراد ہے؟

5: حجیۃ الظہور کا کیا معنی ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿درس ۔۱۲﴾

☆ کیا شارع مقدس کی سیرت اور اس کی خاموشی احکام شرعیہ کے استنباط کے لئے دلیل بن سکتی ہے یا نہیں؟

شارع مقدس کے کلام کے علاوہ 'افعال معصوم' اور بعض موضوعات کی نسبت سے ان کی خاموشی کو بھی دلیل شرعی کہا جاتا ہے۔لیکن یہ دلیل شرعی 'غیر لفظی' کہلاتی ہے۔مثال کے طور پر 'اصول کافی' 'کتاب الطہارۃ' 'باب الوضوء' کی ساتویں حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ حیوانات 'درندوں اور پرندوں کے کھانے سے بچے کچھے ہوئے کھانے کے بارے میں ہے۔راوی احمد ابن ادریس عن محمد ابن ایوب بن نوح عن الوشاعن امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔

قال :" انه كان يكره سور كل شئى لا يو كل لحمه"

﴿ترجمہ﴾ آپ پر حرام گوشت جانور کے بچے ہوئے کھانے کو نہ پسند کرتے تھے۔

اس طرح مثال کے طور پر ایک اور روایت بھی ہے۔باب الوضوء میں ہے۔راوی 'علی ابن ابراہیم عن محمد عن عیسی عن یونس ابن عبدالرحمٰن عن آبان وعن جمیل وعن زرارہ نقل کرتے ہیں۔قال:"حكى لنا ابو جعفر عليه السلام وضوء رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدعا بقدح فا خذ كفاً من ماء فا سدّ له على و جهه ثم مسح وجهه من الجانبين جميعا' ثم اعاد يده اليسرىٰ فى الانا فاسدّ لها على يده اليمنىٰ ثم مسح جوانبها ثم اعاد اليمنى فى الانافصبّها على اليسرىٰ ثم ضع بها كما ضع باليمنىٰ ثم مسح بما بقى فى يده راسه و رجليه ولم يعد هما فى الا نا"

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: زرارہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا وضو نقل فرمایا کہ آپ نے پانی کا برتن منگوایا اس میں پانی کا ایک چلو بھرا اور اسے اپنے چہرہ مبارک پر بہایا۔ اور اپنے چہرے پر دونوں طرف اس ہاتھ کو اس طرح پھیرا کہ وہ سارے اطراف پر پھر گیا۔ پھر آپ نے بائیں ہاتھ کو پانی میں ڈال کر چلو بھرا۔ اور اسے اپنے دائیں بازو پر ڈالا۔ اور پھر اس کے تمام اطراف پر ہاتھ پھیرا۔ پھر آپ نے دایاں ہاتھ پانی میں ڈال کر چلو بھرا۔ اور اسے اپنے بائیں ہاتھ پر بہایا۔ اور دائیں ہاتھ کی طرح اسے بھی دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ میں موجود تری کیساتھ سر اور دونوں پاؤں کا مسح کیا۔ اور اس کیلئے دوبارہ برتن میں ہاتھ نہ ڈالا۔

ان دو روایتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کبھی معصومؑ کا فعل تعلیم دینے اور سمجھانے کے لئے ہوتا ہے۔ پس یہ واضح ہے کہ فعل معصومؑ بھی حکم شرعی میں شمار ہوتا ہے۔ جس طرح مذکورہ دوسری روایت میں ہم نے پہچان لیا۔ کہ وضو کے طریقے کو عملی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ روایت میں حکم واضح نہیں ہوتا بلکہ ہم شک کرتے ہیں کہ یہ فعل جو معصومؑ نے انجام دیا ہے۔ یہ خود اس کی ذات اقدس کے لئے مختص ہے۔ یا عام مکلفین کے لئے بھی ہے؟ یا مثلاً کوئی شخص امام معصومؑ سے یہ نقل کرتا ہے ۔ کہ حضرتؑ اس فعل پر عمل کرتے تھے اور اس کو کبھی ترک نہیں کیا۔ تو کیا ہمارے لئے ممکن ہے کہ ہم یہ استنباط کریں کہ اس خبر پر عمل کرنا واجب ہے یا نہیں؟

ایک اور قسم بھی ہے۔ کہ معصومؑ کسی کے عمل کو دیکھ رہے ہوتے ہیں ۔ اور حضرتؑ اس کو دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں تو چونکہ اس صورت میں حضرتؑ پر واجب ہے کہ اس عمل کے بارے میں جو حکم شرعی ہے اس کو بیان فرمائیں؟ اسی طرح اگر حضرتؑ کے سامنے کچھ لوگ کسی عمل کو انجام دیتے ہیں ۔ اور حضرتؑ اس کو ناپسند فرماتے ہیں تو آپ پر ضروری ہے کہ عدم رضایت کا اظہار فرماویں۔ کیا اس قسم کی روایات سے ہم استنباط کر سکتے ہیں کہ یہ عمل ''مباح'' ہے یا ''حرام'' ہے یا مکروہ ہے؟

لوگوں کو عمل بعض اوقات انفرادی ہوتا ہے۔ اور کبھی اس کی وضعیت اجتماعی و معاشرتی ہوتی ہے۔ لیکن معصومؑ اس عمل کو منع نہیں فرماتے بلکہ خاموشی اختیار کر لیتے ہیں ۔ جبکہ وہ مامور ہیں کہ لوگوں کو احکام شرعیہ کی تعلیم دیں اور ان کو سمجھائیں۔ پس کیا ہمارے لئے ممکن ہے کہ ہم یہ استنباط کریں کہ یہ عمل ہمارے لئے جائز ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس جیسے عمل کو ''سیرۃ عقلائیہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔اس کی تعریف اور دائرہ کار کو علم اصول میں بحث کریں گے۔

کہ ان سے حکم شرعی کو کس طرح استنباط کیا جاتا ہے۔اس طرح کے وہ موضوعات اور مباحث جو اس سے

ارتباط رکھتے ہیں ان کے لئے کلی اور عام قواعد کی ضرورت ہے۔اس کی تحقیق بھی ''علم اصول'' میں ہوگی۔

﴿خلاصہ﴾

احکام شرعیہ کے مصادر میں سے ایک ''فعل معصومؑ'' ہے۔اور معصومؑ کا کسی عمل پر راضی ہوجانا۔اور ''سیرۃ عقلائیہ'' جو کہ عاقل اپنے عاقل ہونے کے ناطے سے بجالاتا ہے۔ان سب کو دلیل شرعی ''غیر لفظی'' کہا جاتا ہے۔کہ تقریر سے مراد یہ ہے کہ معصومؑ خداوند تعالی کی طرف سے مامور ہیں کہ لوگوں کو تعلیم دین الٰہی دیں۔اور اگر وہ کسی کے عمل پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل ناجائز نہیں ہے۔ورنہ منع فرماتے۔

☆ سیرۃ عقلائیہ: یہ کہ کسی خاص موضوع پر اگر تمام عقلاء عاقل ہونے کے ناطے سے عمل پیرا ہوں۔اور شریعت میں اس کے بارے میں کوئی دلیل لفظی موجود نہ ہو تو اس کو ''سیرۃ عقلائیہ'' کہتے ہیں۔

﴿سوالات﴾

1۔فعل معصومؑ کیا ہے؟

2۔فعل معصومؑ کی کتنی قسمیں ہیں؟

3۔تقریر معصومؑ کیا ہے؟

4۔سیرۃ عقلائیہ کس کو کہتے ہیں؟

5۔کیسے معصومؑ کا سکوت اختیار کرنا فعل کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

درس ۱۳

☆ کیسے ممکن ہے۔ کہ ثابت کریں یہ کلام یا موقف شارع مقدس کی جانب سے ہے؟

گزشتہ دروس میں موضوعات کے اعتبار سے ادلہ شرعیہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ابھی ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ ادلہ کے اثبات کے طریقوں کو پہچانیں۔ اس مسئلے کی وضاحت کے لئے عرض کریں گے۔ کہ مثلاً معصوم علیہ السلام سے کوئی خبر ہمیں ملتی ہے۔ کیسے ہم یقین حاصل کریں کہ معصوم کا کلام ہے یا نہیں؟ بلکہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاید اسکی معصومؑ کی طرف جھوٹی نسبت دی گئی ہو اور اس کو تحریف کے لئے گھڑ دیا ہو۔ اگر یوں ہو کہ خبر کو متعدد راویوں نے نقل کیا ہے۔ پس اگر یوں ہو کہ خبر متعدد راویوں سے اس طرح نقل ہوئی ہو۔ کہ تمام تر راویوں کا جھوٹ پر اجماع معقول دیکھائی نہ دیتا ہو۔ یا یہ کہ سب راویوں کا اس روایت کو جعلی طور پر بنا لینے پر اتفاق کر لینا ممکن نہ ہو تو ہمارے لئے یقین حاصل ہو جائے گا۔ کہ معصومؑ کا ہی کلام ہے۔ اس طرح کی خبر کو ''متواتر'' کہتے ہیں۔ اگر ایک ہی الفاظ کے ساتھ خبر نقل ہوئی ہو تو اس خبر کو ''متواتر لفظی'' کہتے ہیں۔ ہاں اگر خبر کے الفاظ مختلف ہوں۔ لیکن معنی ایک ہو تو اس خبر کو ''متواتر معنوی'' کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر زیادہ روایات پائی جاتی ہیں جو متواتر نہیں ہیں بلکہ ان کو نقل کرنے والا ایک راوی ہو۔ اور یہ راوی یا تو ایک راوی سے نقل کرے یا رواۃ سے نقل کرے۔ جنکی تعداد حد تواتر تک نہ پہنچے تو اس خبر کو ''خبر واحد'' کہتے ہیں۔ پس اگر خبر کو نقل کرنے والا فاسق یا مجہول الحال ہو۔ تو یہاں شک پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اس خبر پر عمل کریں یا نہ؟ اور کیا شارع مقدس اس خبر کے حوالے سے اتمام حجت کر سکتا ہے؟ یا کیا ہم شارع کے سامنے عذر لا سکتے ہیں۔ کہ اس خبر کے صحیح ہونے پر اطمینان نہیں تھا اور بعض علماء اس کی گواہی ''آیت النباء'' سے حاصل کرتے ہیں۔ ''یا ایھا الذین آمنوا إن جائکم فاسق بنباءٍ فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین''

(الحجرات ٦)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انشاَ اللہ! آنے والے دروس اس کے بارے میں گفتگو ہوگی۔

لیکن اگر خبر لانے والا شخص ثقہ (موردِ اطمینان) ہو تو اس کی خبر پر اطمینان کر سکتے ہیں۔ اگر چہ یقین نہ ہو کہ معصومؑ کا کلام ہے۔ یہاں احتمال دیا جا سکتا ہے۔ کہ خبر نقل کرنے والا خطاء کر رہا ہو۔ یا خود خبر میں خطاء ہو۔ اس طرح کی مثالیں گذشتہ زمانوں میں کافی پائی گئی ہیں تو یہاں ہمارے لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ شارع مقدس (روز قیامت) ہم سے سوال کر سکتا ہے یا نہیں کہ تم نے اس (ثقہ) کی خبر پر عمل کیوں نہیں کیا؟۔ جبکہ ہم نے اس خبر کو تمھارے لئے حجت قرار دیا تھا۔ پس اس کے بارے میں کیا دلیل ہے؟ پس خبر واحد کی مختلف قسمیں بنتی ہیں۔ مثلاً مسند، مرسل، معتبر، صحیح، موثق، حسن، ضعیف، اسکے علاوہ بھی تقسیمات ہیں۔ جن کے بارے میں علم الرجال میں گفتگو ہوئی ہے۔ بہر حال علم اصول میں ہر قسم کے معتبر ہونے میں بحث ہوگی۔ تا کہ معلوم ہو سکے کہ شارع مقدس ان خبروں کی اقسام میں سے ہم پر کس سے اتمام حجت کر سکتا ہے۔

﴿خلاصہ﴾ ☆ خبر متواتر وہ ہے جو ہمارے لئے متعدد طریقوں سے نقل ہو۔ اور یقین ہو جائے کہ معصومؑ سے یہ خبر صادر ہوئی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) لفظی (۲) معنوی

☆ خبر واحد وہ ہے کہ ایک طریقے سے نقل ہو یا متعدد طریقوں سے لیکن اس کے معصومؑ سے صدور کا یقین نہ ہو۔

☆ علم اصول میں اس کے بارے میں بحث ہوگی۔ کہ خبر واحد اپنی تمام اقسام سمیت حجت ہے یا نہیں؟

﴿سوالات﴾

(1) خبر متواتر کسے کہتے ہیں؟ ۔ (2) تواتر لفظی و معنوی میں کیا فرق ہے؟

(3) خبر واحد کس کو کہتے ہیں؟ ۔ (4) خبر واحد کی کتنی اقسام ہیں؟

(5) علم اصول خبر واحد کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿درس۔۱۴﴾

☆ کیسے ممکن ہے کہ ہم ثابت کریں کہ یہ شارع مقدس کا کلام یا موقف ہے۔؟

احکام شرعیہ کے مصادر و مأخذ کا انحصار صرف معصومینؑ سے مروی روایات اور ان کا فعل اور ان کی تقریر میں منحصر نہیں ہے۔ بلکہ ان روایات و اخبار کو بھی شامل ہیں کہ جن پر ائمہؑ کے زمانے میں متقی و متدین لوگوں نے عمل کیا ہو۔ اس کو "سیرت متشرعہ" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایسے اخبار نہیں ہیں جو کلام کی صورت میں معصومؑ سے نقل ہوئے ہوں۔ یا معصومؑ نے عملی طور پر انجام دیا ہو۔ بلکہ وہ امور ہیں جن کو ائمہؑ نے خود انجام نہیں دیا۔ بلکہ انہیں کے زمانے کے متدین لوگوں نے ان ہی کی تائید کے ساتھ انجام دیا ہے۔ کیونکہ بہت زمانہ گزر گیا ہے۔ اس وجہ سے ان کی تائید و توثیق کی دلیل نہیں مل سکتی۔ اس جیسی خبر کو "خبر حدسی" کہا جاتا ہے۔

بہر حال وہ عمل جو ہم آنکھوں سے دیکھیں یا وہ خبر جو ہم کانوں سے سنیں یکے بعد دیگرے ہر راوی اس کو نقل کرے۔ تو اس خبر کو "خبر حسی" کہتے ہیں۔

فقہاً کے فتوے بھی (خبر حدسی) سے شمار ہوتے ہیں۔ اگر چہ ہم خطا کا احتمال دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر اکثر فقہا نے یہی فتوی دیا ہو تو اس وجہ سے احتمال خطأ کم ہو جاتا ہے۔ تب اس فتویٰ کا باعث بننے والی کسی (خبر حسی) کے موجود ہونے کا احتمال قوی ہو جاتا ہے۔ جبکہ اکثر فقہا ایک فتویٰ دیں اور اس کے بارے میں "خبر حسی" بھی موجود نہ ہو تو اس فتویٰ "المشہورہ" کہا جاتا ہے۔ اس کی دلیل فقہا کے نزدیک شہرت ہے۔ اگر اس فتویٰ کے اوپر تمام فقہا اجماع کریں۔ تو اس کو حکم شرعی اجماعی کہا جاتا ہے۔ اس کی دلیل اجماع فقہا ہے۔ ہر ایک ان "سیرتہ متشرعہ" "شہرت" اور "اجماع" میں سے ہمیں یقین تک پہنچا دے کہ یہاں کوئی دلیل شرعی موجود ہے۔ تو اس صورت میں ہم پر حجت ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی شارع مقدس ہم پر (روز محشر) اتمام حجت فرما سکتا ہے۔اور ہم پر اس کی پابندی عائد ہوتی ہے۔ہاں ! اگر ہمارے لیے کسی بھی طریقے کی دلیل شرعی کے ذریعے یقین پیدا نہ ہو تو اس صورت میں ہم علم اصول میں بحث کریں گے۔اگر ہمیں دلیل مل گئی۔تو عنقریب اس کی تعریف اور معیار و اعتبار کے بارے میں! ہر ایک سے گفتگو کریں گے۔یہ'' **سیرته متشرعه**'' جو اس درس میں عنوان بحث قرار پائی ہے اور'' **سیرته عقلائیه**'' جو گیارویں درس میں بیان ہوئی ہے دو اعتبار سے مختلف ہے۔

اوّل۔یہ'' **سیرته عقلائیه** '' کا تعلق عقلا کے عمومی میلان کے ساتھ ہوتا ہے۔شارع کی توجیہ سے نہیں ہوتا جبکہ'' **سیرته متشرعه** ''میں متدینین کا عمل شارع کی توجیہ سے مربوط ہوتا ہے اور اس کی بنیاد فطری میلان نہیں ہوتی۔

ثانی۔'' **سیرته متشرعه** '' ذاتی طور پر حکم شرعی کے ہونے کو ثابت کرتی ہے۔کسی اور دلیل کی محتاج نہیں'' **سیرته عقلائیه** '' اس کے برعکس ہے۔اس میں فرق نہیں کہ خود حکم شرعی'' خاص'' ہو۔یا'' اصل اصولی'' ہو اور ھمراہ شارع کی تائید ہو۔یا شارع مقدس کی تقریر ہو تو دلیل شرعی ہونے پر کافی ہے۔

﴿ خلاصہ ﴾ ☆ خبر حسی۔وہ روایت ہے جو معصومؑ سے قول ،فعل یا تقریر کی صورت میں حکایت ہوئی ہو۔البتہ'' حس'' (یعنی یا سنا گیا ہو یا دیکھا گیا ہو)

☆ خبر حدسی۔یہ وہ خبر ہے جو بالواسطہ طور پر معصومؑ سے نقل ہوئی ہو لیکن اس نقل کی دلیل ہم تک نہ پہنچی ہو۔ بلکہ ہم نے'' حدس'' کے ذریعے اس کو جانا ہو۔یہ تین قسموں پر ہے۔

1۔**سیرته متشرعه** ۔جن کو ائمہؑ کے زمانے میں متدین لوگوں نے عملی طور پر انجام دیا ہو لیکن شارع مقدس سے اس کی تائید کی خبر ہم تک نہ پہنچی ہو۔

2۔شہرت۔ اکثر فقہا کا ایک فتویٰ پر اتفاق رائے ہونے کو کہتے ہیں۔

3۔اجماع ۔تمام فقہا کا ایک فتویٰ پر اتفاق ہونا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿ درس۔۱۵ ﴾

☆حکم شرعی کے استنباط میں عقل کا کیا کردار ہے؟ ☆ادلۃ عقلیہ کون سی ہیں؟

یہاں تک ہم نے دلیل شرعی سے بحث کی ہے۔ وہ دلیل شرعی جس کو منابع شرعیہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ اسی دوران ہم نے یہ بھی جان لیا کہ جب ہم یقین حاصل کر لیں بسبب دلیل شرعی کے کہ شارع مقدس نے اس کو فرمایا ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ مثلاً اگر کسی شیئ کے واجب ہونے پر "متواتر روایات" آجائیں تو اس کے وجوب کے بارے میں یقین ہو جائے گا۔ تو اس پر عمل کریں گے۔ ھاں! اگر دلیل شرعی سے یقین حاصل نہ ہو مثلاً ایک موثق (قابل اطمینان شخص) نے خبر واحد کو نقل کیا ہو کہ نماز جمعہ واجب ہے اور یہ ہم جان لیں کہ شارع مقدس نے خبر موثق کو ہمارے لیے حجت قرار دیا ہے۔ تو یہ دلیل ہمارے لیے یقین آور ہوگی۔ پس عنقریب ہم یہ بھی جان لیں گے۔ ثقہ (شخص موثق) کی خبر کو لینا ضروری ہے۔ پس نتیجتاً نماز جمعہ واجب ہو جائے گی یہ وجوب "بالفعل" ہم پر آجائے گا۔ لیکن کچھ احکام ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں منابع شریعہ سے کوئی دلیل خاص نہیں مل سکی۔ لیکن ہماری عقل اس کا حکم دیتی ہے مثال کے طور پر نماز جمعہ کا وقت ہو اور ہمارے پاس اتنی مقدار میں پانی ہے کہ جس سے صرف وضو ہو سکتا ہے اس کے علاوہ پانی ملنا ناممکن ہے۔ اگر ہم پانی کو گرا دیں تو نماز کا وقت ختم ہو جائے گا۔ جس وجہ سے ہم واجب کو ادا نہیں کر سکیں گے۔ تو اس وقت عقل حکم کرتی ہے کہ اس صورت میں پانی گرانا حرام ہے۔ جب ہم نے حکم "حرام" کا لگایا تو یہ علم اصول کا موضوع بن گیا۔ تو ہم اس میں بحث کریں گے۔ کہ حکم عقل ان جیسی مثالوں میں حجت ہے یا نہیں؟

بقیہ ص۔43 ﴿سوالات﴾

1۔ سیرتہ متشرعہ کیا ہے؟ 2۔ خبر حسی کس کو کہتے ہیں؟

3۔ خبر حدسی کس کو کہتے ہیں؟ 4۔ شہرت کیا ہے؟

5۔ اجماع کس کو کہتے ہیں؟

6۔ "سیرتہ متشرعہ" اور "سیرتہ عقلائیہ" میں کیا فرق ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ بھی واضح ہے جب ہمیں اس (وضو کے پانی کو گرانے) کے بارے میں یقین حاصل ہو جائے کہ حرام ہے۔ تو ہمارے لیے یہی حجت ہے اور اسی پر عمل کریں گے اور اگر ہمیں اس کے حرام ہونے کے بارے میں حتمی یقین نہ ہو۔ تو اب ہم شرعی مصادر سے یہ جستجو کریں گے کہ جو کچھ عقل کا فیصلہ ہے اور ہمیں اس عقلی فیصلے کے صحیح ہونے کا کامل یقین بھی نہیں تو کیا شارع مقدس ہم سے یہ سوال کر سکتا ہے۔ کہ تم نے اس حکم عقل پر عمل کیوں نہیں کیا۔ یا سوال نہیں کر سکتا ؟ اس جیسی دلیل کو ''دلیل عقلی'' کہتے ہیں۔ کہ اگر پانی گرانا وقت نماز کے فوت ہونے کا سبب بنے۔ اور وضو کرنا ممکن نہ ہو تو یہ حرام ہے۔ یہ دلیل عقلی غیر مستقل کہلاتی ہے۔ کیونکہ: حجیت میں کسی اور دلیل شرعی کی محتاج نہیں! اور بھی موارد ہیں کہ جہاں عقل مستقل طور پر حکم کرتی ہے۔ مثلاً ظلم حرام ہے۔ یہ چیز کسی شرعی دلیل کی طرف محتاج نہیں ہے بلکہ عقل خود سے یہ حکم لگاتی ہے۔ کہ ظلم قبیح ہے اور عقل اسی تشخیص میں مستقل ہے۔ اس کو ''دلیل عقلی مستقل'' کہتے ہیں۔ اگر اس کے بارے میں ہمیں یقین حاصل ہو جائے کہ (شریعت بھی یہی حکم لگاتی ہے) تو یہ ہم پر حجت ہوگی۔ اور اگر ہم یقین حاصل نہ کر پائیں تب ہم اس شرعی وضاحت کی طرف محتاج ہیں کہ شارع (روز محشر) ہم پر اس عقلی دلیل کے ذریعے اتمام حجت کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿خلاصہ﴾ ☆ منابع ادلۂ شرعیہ میں سے ایک عقل ہے۔ یہ احکام شرعیہ کے درمیان ملازمات کو درک کرتی ہے۔ یا کسی شیئ کے اچھے یا برے ہونے کے بارے میں حکم لگاتی ہے۔ خواہ یہ مستقل ہو یا غیر مستقل ہو۔ اگر اس کے بارے حتماً یقین حاصل ہو جائے۔ تو حجت ہوگا۔ اگر یقین حاصل نہ ہو تو ہم محتاج ہوں گے کہ اس پر دلیل شرعی قطعی حاصل کریں کہ یہ (حکم عقل) حجت ہوگا۔

﴿سوالات﴾ 1۔ دلیل عقلی کس کو کہتے ہیں؟ 2۔ دلیل عقلی کی کتنی اقسام ہیں؟

3۔ کب دلیل عقلی حجت ہوتی ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

☆عقلی دلائل کون سے ہیں؟

پہلے درسوں میں سے ہم نے یہ جان لیا ہے۔ کہ خداوند متعال نے احکام شریعت کو انسانی زندگی کے منظم کرنے کے لئے بنائے ہیں۔ انسان کو کمال تک پہنچانے کے لئے اور اسکو تقرب الٰہی کے لئے بنایا گیا ہے۔ تو ان احکام کی بنیاد مصالح و مفاسد ہیں۔ جن کا خود خداوند متعال علم رکھتا ہے۔ پس یہ واضح ہے کہ شارع مقدس ایک ہی وقت میں کسی شئی کے بارے میں 'واجب' اور اسی شئی کے بارے میں 'حرام' کا حکم دے۔ یہ محال ہے۔ گزشتہ واجب کے مقدمات میں ہم نے جان لیا تھا۔ کہ جس شئی کے بارے میں خداوند متعال وجوب کا حکم دیتا ہے۔ کسی مصلحت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے ارادہ الٰہی اسکے متعلق ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ جو فعل مصلحت رکھتا ہے اسی حال میں مفسدہ (قباحت) بھی رکھتا ہو۔ اور خداوند متعال اس سے منع فرمائے۔ اس کی عقل گواہی دیتی ہے کہ واجب اور حرام ایک ہی وقت میں جمع نہیں ہو سکتے۔ پس اجتماع امر و نہی کا ایک ہی شئی میں جمع ہونا محال ہے۔ اسی طرح کی ایک اور مثال یہ ہے۔ کہ نماز کا وقت ختم ہونے والا ہے اور نماز اس پر واجب ہے اور کوئی مباح جگہ بھی نہیں ہے جہاں نماز جائز ہو۔ نماز کی جگہ کے لئے متحیر ہے۔

پس ایک طرف سے نماز واجب ہے دوسری طرف سے 'مال غیر' میں بغیر اجازت کے تصرف کرنا حرام ہے۔

پس حکم عقل کے اعتبار سے اجتماع امر و نہی ہو گیا ہے یا نہیں؟ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ نماز واجب نہ ہو یا غصب حرام نہ ہو۔ چونکہ ہر ایک کا موضوع مختلف ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ وجوب و حرمت ایک موضوع میں ایک ہی عنوان کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ مثلاً اسی طریقے پر اگر نماز کو غصبی مکان پر انجام دیا تو کیا حرمت کا حکم اس نماز کو باطل کر دے گا یا نہیں؟ یعنی نماز کا وجوب تجھ سے ساقط ہو جائے گا۔ یا کہ فعل حرام کے بجالائے پر گناہ ہوگا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اسی طرح کی مسائل عقلیہ میں سے ایک مثال اور بھی ہے کہ کثرت سے روایات موجود ہیں کہ وضو نماز کے لئے شرط ہے۔اس میں ایک روایت یہ بھی ہے" لاصلوۃ الابطھور" کہ جب وضو نماز کے لئے واجب ہے تو پانی کا حاضر کرنا وضو کے لئے مقدمہ ہے۔تو یہاں عقل کا تقاضا یہ ہے کہ پانی کا مہیا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ بلکہ اگر پانی مل جائے تو وضو واجب ہے۔وگرنہ واجب نہیں؟یعنی پانی کی تلاش کرنا اور اسے مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔اس طرح اور بھی مقدمات پائے جاتے ہیں جو سنخیت (یعنی ہم نوع) ہونے کے اعتبار سے مذکورہ مقدمہ کے خلاف ہیں۔جس طرح حج کا واجب ہونا استطاعت مالی پر موقوف ہے۔یہ استطاعت حج کے لئے مقدمہ ہے۔لیکن استطاعت کا وجوب اور اس کا وقت معین نہیں ہے۔جیسا کہ نماز کے لئے وقت معین ہے۔پس کیا عقل استطاعت کو حاصل کرنے کے لئے وجوب کا حکم لگاتی ہے یا نہیں؟ان مذکورہ مثالوں میں واجب کو"واجب نفسی" کا نام دیا گیا ہے اور اس کے مقدمہ کو"واجب غیری" کہا گیا ہے۔پس جب عقل کے ذریعے یا شرعی دلیلوں کے ذریعے مقدمہ کا وجوب ثابت ہو جائے تو مقدمہ واجب ہو جائے گا۔پس مقدمہ کا وجوب اسکی ذاتی مصلحت کیوجہ سے نہیں بلکہ کسی اور واجب کی مصلحت کی بنا پر ہے۔اس مذکورہ گفتگو سے ہم نے جان لیا ہے کہ ایسے قواعد کلی ہیں جن کو عقل مستقل طور پر سمجھتی ہے۔اور ان قواعد سے استنباط میں استفادہ کیا جاتا ہے۔یہ بھی علم اصول کی ابحاث میں سے ہے۔

خلاصہ

☆علم اصول کے مسائل عقلیہ میں سے مسئلہ اجتماع امر و نہی ہے۔اور حرمت کا تقاضا بطلان عمل ہے یا نہیں؟

☆ مقدمہ کے وجوب کو"وجوب غیری" کہا جاتا ہے اور ذی مقدمہ کے وجوب کو"وجوب نفسی" کہا جاتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴾درس ۔۱۷﴿

☆ قطع کا مباحث علم اصول میں کیا عمل دخل ہے؟

ہم نے گذشتہ دروس میں جان لیا کہ تمام ادلۃ ایک خصوصیت میں مشترک ہیں۔ اور وہ خصوصیت حکم شرعی کو ثابت کرنا ہے۔ اور احکام شرعیہ واقعیہ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ ان احکام شرعی کے بارے میں انسان کو یقین قطعی حاصل ہوگا۔ یا یقین قطعی حاصل نہیں ہوگا؟ (بہر حال جو قطعی ہے وہ ذاتا حجت ہے)۔ اور جو غیر قطعی ہے۔ اگر خود شارع مقدس نے اسکو ہم پر حجت قرار دیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ واقعاً شارع مقدس سے صادر ہوا ہے۔ پس جب ہم جان لیں کہ امر کا ظہور وجوب میں ہے۔ تو ہم یہ بھی جان لیں گے۔ کہ کلام کا ظہور شارع مقدس کے لئے حجت ہے۔ تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ شارع مقدس نے اس کے وجوب کے بارے میں قطعی طور پر حکم دیا ہے۔ اور اگر ہم ثقہ (قابل اعتماد شخص) کی خبر واحد کے ذریعے سے واجب کے حکم کو پائیں اس کے بارے میں قطعئی یقین نہ ہو۔ کہ شارع مقدس سے صادر ہوئی ہے یا نہیں؟ لیکن یہ یقین ہو کہ شارع مقدس میں اس طرح کی خبر کو ہمارے لئے حجت قرار دیا ہے۔ تو ہمیں یقین حاصل ہو جائے گا کہ واقعاً یہ حکم شرع مقدس سے صادر ہوا ہے۔ وہ ادلۃ جو ان جیسے احکام پر دلالت کرتے ہیں ان کو ''ادلۃ محرزہ للواقع'' یا ''ادلۃ اجتہادیہ'' کہتے ہیں۔

﴾بقیہ ص۔ 47﴿ ﴾سوالات﴿

1۔ واجب نفسی کیا ہے؟ 2۔ واجب غیری کسے کہتے ہیں؟

3۔ اجتماع امر و نہی سے کیا مراد ہے؟

4۔ حرمت کا حکم عمل کے باطل ہونے کا سبب بنتا ہے۔ اس کا کیا معنی ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور جو احکام شرعیہ ان ادلۃ سے حاصل ہوتے ہیں ان کو "احکام واقعیہ" کہتے ہیں۔ ان احکام کے مقابلے میں بھی دوسرے احکام ہیں جن کا ذکر انشاءاللہ بعد کے دروس میں آئے گا۔ اسی طرح ہم نے یہ بھی جان لیا ہے کہ تمام ادلۃ میں ایک ایسی دلیل بھی ہوتی ہے جو ان تمام ادلۃ کو شامل ہے۔ علاوہ اس کے کہ وہ دلیل تمام استنباط کے طریقوں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ وہ دلیل قطع کا حجت ہونا ہے۔ جب آپ کسی بھی حکم شرعی کے بارے میں قطع (یعنی یقین قطعی) حاصل کر لیں تو وہ حکم ثابت ہو جائے گا۔ تو مولی کے سامنے یہ عذر نہیں لا سکتے کہ میں اس کو نہیں بجا لا سکا۔ مولی ہمارے خلاف حجت (اعتراض) لا سکتا ہے۔ کہ کیوں اس پر عمل نہیں کیا۔ جبکہ تمہیں یقین قطعی حاصل ہو گیا تھا۔ اسی طرح اس کے برعکس اگر آپ نے اپنے اس یقین قطعی پر عمل کیا لیکن حقیقت میں ایسے نہیں تھا۔ تو مولی یہاں آپکا مواخذہ وتنبیہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپ کے لئے حکم شرعی کی پہچان کا اور راستہ ہی نہیں تھا۔ مکلف کا اپنے یقین وقطع میں خطا کرنا اسکی قدرت سے باہر ہے بلکہ مولی پر واجب ہے۔ کہ مکلف کیلئے کوئی راستہ بتائے تا کہ اس کیلئے کوئی حکم واقعی حاصل ہو سکے۔ اور اس کے بارے میں اسے یقین قطعی حاصل ہو جائے۔ ہم اس بحث کا خلاصہ یوں عرض کریں گے کہ قطع حجت ہے۔ اس کی حجیت پر عقل دلالت کرتی ہے۔ اس حجیت کو "حجیۃ قطعیہ" کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں "حجیۃ ظہور" اور "حجیۃ خبر واحد ثقہ" ہے۔ جس کو شارع مقدس نے حجت قرار دیا۔ اس حجیۃ کا نام "حجیۃ شرعیہ" ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حکم شرعی کی قسم دوم میں قطع کو حجت سمجھا گیا ہے۔ یہ بھی قواعد اصولیہ میں سے ہے۔ یہ اس وقت حجت ہے جب حکم واقعی ثابت نہ ہو اور مکلف اپنے وظیفہ عملی میں شک کرے۔ پس آپ نے یہ بھی جان لیا۔ کہ قطع ان قواعد کو ثابت کرنے میں شرط ہے۔ دوسرے طریقوں کی حجیۃ اور ادلۃ اصولیہ کو ثابت کرنے کیلئے حجیۃ قطع کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ دلیل کی دلیلیت اور اصل اصولی کو بغیر حجیۃ قطع کے ثابت نہیں کر سکتے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی اس کے بغیر حکم شرعی کو استنباط نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہم قطع کے بارے میں بحث کریں اور ادلۃ اصولیہ سے بحث کرنے سے پہلے قطع کی حجیۃ سے بحث کریں۔ اس کے بعد دلیل محرز (واضح) سے بحث کریں۔ اگر وہ ثابت ہو جائے تو اس پر عمل کریں وگرنہ دلیل ثابت نہ ہونے پر ہمارا وظیفہ عملیہ کونسا ہے انشاءَ اللہ! اس کے بعد والے دروس میں بیان کریں گے۔

﴿خلاصہ﴾

☆ حجیۃ قطع علم اصول کی تمام ادلۃ کو شامل ہوتی ہے اس کے بغیر حکم شرعی کا ثابت ہونا نہ ممکن ہے۔

☆ ادلۃ محرزہ اپنی دونوں قسموں کے ساتھ (شرعی و عقلی) احکام شرعیہ واقعیہ کو ثابت کرتے ہیں۔ خواہ یہ ادلۃ قطعیہ ہوں یا غیر قطعیہ ہوں۔ ان کی حجیۃ کو دلیل قطعی کے ذریعے ثابت کیا جاتا ہے۔

﴿سوالات﴾

1۔ ادلۃ محرزہ کیا ہے

2۔ ادلۃ محرزہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

3۔ حجیۃ قطع کیا ہے؟

4۔ حجیۃ قطع کی باقی ادلۃ اصولیہ سے کیا نسبت ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

درس۔۱۸

☆اگر ہمارے لیے کسی بھی موضوع کے بارے میں شریعت کا حکم ثابت نہ ہوتو اس صورت میں ہمارا عملی وظیفہ کیا ہے؟

ہمارے لیے وظیفہ عملی اس وقت معین ہوگا۔ جب ہمارے پاس حکم شرعی واقعی کی شناخت کیلئے طریقہ موجود ہو۔ لیکن اگر حکم شرعی کی معرفت ممکن نہ ہوتو اس صورت میں وظیفہ کیا ہے؟ مثال کے طور پر سابقہ شریعتوں میں ایک حکم ثابت تھا اور اب ہمیں شک ہے کہ دین اسلام میں یہ حکم نسخ ہوا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس پر ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے تو ہمارا وظیفہ کیا ہے۔ یا مثلاً کسی موضوع خاص کے بارے میں شک کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس کیلئے حکم شرعی موجود ہے یا نہیں؟ کیا اس شئی میں احتیاط کریں یا نہیں؟ یا بلکہ جب تک شارع حکم کو بیان نہ کرے تو اس موضوع کے بارے میں ہم پر کوئی تکلیف ہے یا نہیں؟ ان حالات میں مکلف کا فریضہ عملیہ یہ ہے کہ وہ ان ''قواعد اصولیہ'' کی طرف رجوع کرے۔ جنکو کوئی شرعی دلیل ثابت کرتی ہو۔ تاکہ اس کیلئے حکم شرعی معین ہو جائے یا وہ ایسی دلیل عقلی قطعی کی طرف رجوع کرے گا جس سے کوئی حکم ثابت ہو جائے ان ادلۃ کو ''اصول عملیہ'' یا ''ادلۃ فقاھیہ'' کہتے ہیں۔ وہ حکم شرعی جو ان اصول سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ان کو ''حکم ظاھری'' کہتے ہیں۔ کیونکہ حکم واقعی ثابت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس عملی فریضہ کا تعین ہو جاتا ہے۔ ان ادلۃ شرعیہ میں سے جو ان (اصول عملیہ) والی قسم سے مربوط ہیں ان میں سے ایک ''برائۃ شرعیہ'' ہے۔ کہ جب مکلف حکم شرعی کے ہونے میں شک کرے۔ تو اس کو برائۃ شرعیہ (یعنی عدم تکلیف) کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اس کو ''حدیث الرفع'' سے ثابت کیا جاتا ہے۔ رسالت مآبؐ سے حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا (رفع عن اُمتی تسع) نو چیزیں میری امت سے اٹھائی گئی ہیں ان نو چیزوں میں سے ایک وہ حکم ہے جو ''مالا یعلمون'' ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب احکام شرعیہ کسی شئے کے بارے میں معلوم نہ ہوں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس لئے ان پر عمل کرنا ممکن نہ رہے۔تو اس شئ کی تکلیف مکلف پر نہیں ہے۔اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔کہ پہلے کسی کپڑے کے پاک ہونے کے بارے میں یقین رکھتا ہے۔پھر اس کو شک ہو جاتا ہے کہ ممکن ہے نجس ہو گیا ہو یا نہیں؟ یہاں تکلیف کے بارے میں متحیر ہے۔تو یہاں احتیاط کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ کپڑا چونکہ پہلے پاک تھا ابھی بھی اس کی طہارت کو صحیح سمجھے گا۔

عنقریب آنے والے درسوں میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔کہ شارع مقدس نے اس حالت کے بارے میں ''حکم کلی'' دیا ہے۔وہ یہ کہ کپڑا پاک ہے۔اس قاعدہ کو ہم امام جعفر صادقؑ کی حدیث سے استدلال کریں گے۔جس میں ارشاد ہوتا ہے۔

(لا تنقض الیقین بالشک ولکن انقضه بیقین آخر...)

یعنی یقین سابق کا اثر اس وقت تک باقی رہے گا کہ جب تک اس کے مقابلے میں کوئی اور یقین نہ آجائے۔

اس قاعدہ کا نام ''قاعدۃ استصحاب'' ہے۔اس قاعدۃ کا تقاضا یہ ہے کہ جب ہم کسی حکم یا موضوع میں شک کریں تو پس حالت سابقہ معیار ہے۔ہم حالت سابقہ کا استصحاب اس وقت کریں گے جب تک شک باقی ہے۔مگر یہ کہ ایک اور یقین آ کر اس سابقہ یقین کی کیفیت کو نقض کرے (یعنی توڑ دے)

❀ خلاصہ ❀

جب حکم شرعی میں شک پیدا ہو جائے اور شک کے حالات میں کوئی حکم ثابت نہ ہو سکے تو اصول عملیہ سے حکم شرعی حاصل کرنے کے لئے استفادہ کیا جاتا ہے۔اور جو احکام ان سے حاصل ہوں اور مکلف کے عملی فریضہ کو مشخص کریں ان صورتوں میں ان کو ''احکام ظاہریہ'' کہا جاتا ہے۔(بقیہ ص63)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿درس۔۱۹﴾

☆ جب ادلۃ شرعیہ آپس میں تعارض کریں۔تو اس وقت فریضہ کیا ہے؟

جب ہم ادلۃ اصولیہ سے کسی شئی کے بارے میں حکم شرعی کو حاصل کرتے ہیں۔خواہ وہ حکم محرز (واضح) یا غیر محرز ہو تو تکلیف مکلف واضح ہے۔لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ احادیث یا ادلۃ شرعیہ میں تعارض واقع ہو جاتا ہے (یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کے بارے میں ضد و نقض کہے)۔حتی اصول عملیہ میں بھی ایسا ہو جاتا ہے۔تو اس صورت میں کیسے حکم شرعی کو پہچانیں گے؟ مثال کے طور پر''اگر ایک آیت کریمہ کسی خبر واحد ثقہ سے تعارض کرے تو اس صورت میں کیا کرنا ضروری ہے''؟ وضاحت کے طور پر عرض کرتے ہیں۔قرآن پاک کی آیات تو قطعی الصدور ہیں۔(یعنی کلام خدا ہونا قطعی ہے) اس کے مقابلے میں خبر ثقہ قطعی الصدور نہیں۔(یعنی اس کلام کا کلام معصوم ہونا قطعی نہیں)

بقیہ ص 62 ☆

☆ براءۃ شرعیہ: جب ابتداہی میں تکلیف کے بارے میں شک ہو کہ حکم شرعی ہے یا نہیں دلیل نہ ہونے کی صورت میں عدم تکلیف کا حکم لگائیں گے۔

☆ الاستصحاب: (وہ حکم ظاہری ہے) جب کسی شئی کے بارے میں سابقاً حکم موجود ہو لیکن بعد میں شک ہو جائے کہ وہ حکم باقی ہے یا نہیں؟ تو وہ سابق حکم باقی رہے گا۔جب تک اس حکم کے نقض ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔

﴿سوالات﴾

1۔اصول عملیہ کیا ہیں؟

2۔احکام ظاہریہ کیا ہیں؟

3۔برأۃ شرعیہ کس کو کہتے ہیں؟

4۔استصحاب کس کو کہتے ہیں؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انوار الاصول

مترجم

خواجہ عابد رضا محسنی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Introduction to Fundamentals of Islamic Principles

Presented by: https://jafrilibrary.com